قرآنی آیات

سیریز - ۲

ڈاکٹر فقیر محمّد ہونزائی

الواعظہ رشیدہ نور محمّد ہونزائی

قرآنی آیات - سیریز ۔ ۲

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	آیۂ ولایت	۱
۲	آیۂ مَوَدّت	۱۳
۳	آیۂ بیعت	۲۲
۴	آیۂ اطاعت	۳۳
۵	آیۂ امانت	۴۵

Global Lectures Series 02

Lecture 01: Ayah-yi Walayah

Date: 24 April 2022

Lecture by: Dr. Baḥru'l-ʿulūm *ṣāḥib*

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، یا علی مدد سب کے حضور میں بارِ دیگر! تو سب سے پہلے مولانا حاضر امامؑ نے جو ارشاد فرمایا: meaning اور concept، تو دونوں میں میرے خیال میں distinction سمجھنے کی ضرورت ہے۔ meaning جس کو English میں literal یا lexical meaning کہتے ہیں وہ کسی بھی dictionary میں آپ کو اُس کے literal meaning دکھائی دیں گے۔ تو پھر سے میں repeat کر رہا ہوں کہ مولانا حاضر امامؑ نے اِس مبارک فرمان میں meaning اور concept کے درمیان فرق کیا ہے۔ اور یہ کیا فرق ہے؟ meaning اور concept میں کیا فرق ہے، کیا difference ہے؟ تو meaning جس کو اُردو، فارسی، عربی میں جو ہے وہ ہم معنی کہتے ہیں اُس کی جمع معانی ہیں، English میں literal معنی کو یا جس کو لُغوی معنی کہتے ہیں، لغوی معنی، وہ معنی کسی بھی dictionary میں، لُغات میں آپ کو پایا جاتا ہے۔ اِس کو English میں literal یا lexical meaning کہتے ہیں کیونکہ lexicon، dictionary کو کہتے ہیں English میں۔ تو اُس میں جو معنی ہیں وہ سب کے لئے برابر ہیں مثلاً اسلام میں بہت سارے فرقے ہیں، اسلام جو بنیاد کے لحاظ سے ایک ہی حقیقت ہے اور اُس کی بہت ساری شاخیں ہیں لیکن اُن تمام شاخوں کے لئے میں ایک مثال دیتا ہوں لفظِ امام۔ آپ لفظِ امام کو dictionary میں دیکھیں گے، اُس کے معنی ہیں پیشوا، آگے آگے چلنے والا جس کو English میں leader بھی کہتے ہیں، guide بھی کہتے ہیں تو دونوں کے معنی تقریباً ایک جیسے ہیں، یہ اُس کے لُغوی معنی ہو گئے یا lexical meaning ہو گئے۔ اب یہ امام کا جو concept ہے وہ اسلامی فرقوں میں الگ الگ ہے۔ مثلاً سُنّی اسلام میں امام اُمّت کے اختیار سے چُنا جاتا ہے، اِس میں خدا کے اختیار کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ تو اِس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ بیک وقت جو ہے کئی امام ہو سکتے ہیں سُنّی اسلام کے لحاظ سے۔ لیکن شیعہ اسلام میں جس طرح پیغمبرؐ خدا کے حکم سے پیغمبرؐ ہوا ہے اِسی طرح اُس کا جانشین بھی خدا کے حکم سے ہونا چاہئے۔ اِس کو شیعہ اسلام میں نصّ کہتے ہیں یعنی designation اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام خدا کے حکم سے اپنا جانشین مقرر کرتا ہے، یہ ایک بنیادی فرق ہے اور اِس کی اور بھی تفصیلات ہیں، وہ آپ دوسری

کتابوں میں آپ کومل سکتی ہیں۔تو آپ نے دیکھا کہ جولفظی معنی ہیں وہ سب کے لئے مشترک ہیں، common ہیں، لیکن جو concept ہے، جوجس کو secondary meaning کہتے ہیں یا technical meaning کہتے ہیں یہ الگ الگ فرقوں کے مطابق یہ الگ الگ concept بنائے گئے ہیں۔

اِس فرق کے بعد اب میں ولایت کی طرف آجاتا ہوں۔ ولایتِ امیر المومنین علی علیہ السّلام، اِس کے بارے میں بھی شیعہ اسلام اور سُنّی اسلام میں بہت کچھ فرق پایا جاتا ہے لیکن یہاں پر ہمارا مقصد جو ہے وہ اسماعیلی نکتۂ نگاہ سے ولایت کو ہم کس طرح مانتے ہیں، ہماری توجہ جو ہے وہ اِس طرف ہے۔ تو ولایت کے لفظی معنی ہیں کسی کے اختیار کو مان لینا یعنی یہ سمجھنا کہ میری جان، میری اولاد، میری جوملکیت ہے، اِن پر control کرنے کا کسی کو حق ہے، اِس کو ولایت کہتے ہیں، اور جو کرنے والا ہے، جو اختیار رکھنے والا ہے اُس کو ولی کہتے ہیں۔ اِس کا دوسرا لفظ مولا ہے، مولا اور ولی کے ایک ہی معنی ہیں۔ اب ہم جب قرآنِ کریم میں آتے ہیں تو قرآنِ کریم خدا نے ایسی پُرحکمت کتاب لکھی ہے یا بھیجی ہے، خدا کے لئے لکھنے کی ضرورت تو نہیں ہے، کہ اُس کے معانی، صحیح معانی سمجھنے کے لئے خود قرآن کے اندر قرآن کو وسیلہ بنایا ہے یعنی ایسی ایسی مثالیں قرآنِ کریم میں ہیں جن کو صحیح طور پر سمجھنے سے اُس کے معانی مقرر ہو جاتے ہیں۔ English میں اِس کو context کہتے ہیں یعنی کسی کا کیا معنی ہونا چاہئے، وہ context سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اِس کے بغیر عربی زبان بہت ہی وسیع زبان ہے، ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ اُن میں سے میں مولا ہی کا لفظ عرض کر رہا ہوں۔ مولا کے معانی عربی زبان میں آقا کے بھی ہیں، آقا، مالک، اختیار رکھنے والا اور اُس کے opposite معنی غلام کے بھی ہیں۔ اب کس جگہ پر غلام کے معنی ہیں اور کس جگہ پر آقا یا مختار یا مالک کے معانی ہیں وہ اُس کے context پر آدھار رکھتا ہے، اُس پر depend کرتا ہے۔ ابھی ان شاءاللہ ہم بعد میں آئیں گے کہ یہ جو آیۂ ولایت ہے اِس کا ذکر بعد میں آئے گا لیکن فی الحال میں مثال دیتا ہوں، قرآنِ کریم میں آیا ہے تین قسم کی ولایت کا ذکر۔ ولایت ایک نہیں ہے، تین ولایتیں ہیں۔ چنانچہ سورۂ مائدہ، سورہ نمبر ۵ اور آیت نمبر ۵۵ میں خدا فرماتا ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ (۵:۵۵)

اِس میں خدا فرماتا ہے کہ تمہارا ولی خدا ہے، خدائے بزرگ و برتر ہے، خدا کا پیغمبرؐ ہے، اور وہ حضرات ہیں جنہوں نے بدرجۂ کمال ایمان لانے کا کام کیا ہے، کیونکہ ایمان کے تین مراتب ہیں۔ ایمانِ ناقص ہے جو initial ابھی ابھی اسلام میں کوئی داخل ہوتا ہے، ایمانِ راجع ہے اُس کے بعد تھوڑی بہت ترقی کرتا ہے، اور ایمانِ کامل ہے، آخری درجے کا ایمان، یہ

انبیاء اور ائمّہ یعنی امامانِ حق اور اُن کے پیچھے صحیح صحیح چلنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھئے یہاں پر جو ہے میں نے گزارش کی مولا یا ولی کے معنی غلام کے بھی ہیں، آقا کے بھی ہیں۔ کیا آیا اِس آیت میں آپ خدا کے لئے غلام کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں؟ کوئی بھی نہیں کر سکے گا، جو بھی خدا میں ماننے والا ہو تو یہاں ہے صاحبِ اختیار یعنی وہ ذات جس کے ہاتھ میں اختیار ہے، ہماری جان پر، ہماری اولاد پر، ہماری ملکیت پر، property پر۔ اِس کا ثبوت آپ کو کس طرح ملے گا کہ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ امانت ہے۔ جو نعمتیں دی ہیں، جو ہماری عمر ہے، ہم حقدار نہیں، ہمیں عنایت کی گئی ہیں یہ نعمتیں۔ اُس کے لئے آپ سورۂ توبہ میں دیکھیں، سورہ نمبر ۹ اور آیت نمبر ۱۱۱ میں خدا فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (۹:۱۱۱)

خدا نے مومنین سے اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو خرید لیا ہے، یہ زبردستی خریدا نہیں ہے خدا نے، رحمت کی خاطر خریدا ہے، اور اُس کے بدلے کیا دینے والا ہے؟ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ آج جو مومنین اپنی جانوں کو، مالوں کو، خدا کے راستے میں استعمال کریں گے تو خدا اُن کو ہمیشہ رہنے والی زندگی، جنّت اُن کے لئے نصیب کرے گا۔ کتنی زبردست تجارت ہے یہ! لیکن کسی نے نادانی کی وجہ سے اِس میں سُستی کی تو نقصان کس کا ہوگا؟ دوسری مشہور آیت جو ہماری دُعا میں چوتھا part ہے، آپ دیکھ رہے ہیں، بیعت، یہ ان شاء اللہ اِس کا تو تفصیل میں ذکر آئے گا لیکن صرف ایک مثال کے طور پر۔ خدا فرماتے ہیں پیغمبر سے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (۴۸:۱۰)

تو بیعت کے معانی عربی میں بیچنے کے بھی ہیں اور خریدنے کے بھی ہیں۔ یہاں مومن جو ہے بیچتا ہے خدا کے لئے اور خدا جو ہے خریدنے والا ہے۔ اے پیغمبر! جو حضرات آپ کے دست پر، آپ کے ہاتھ پر اپنی جانوں اور مالوں کو بیچتے ہیں وہ تیرے لئے نہیں، وہ خدا کے لئے بیچ دیتے ہیں اور اِس کا اجر کیا ہوگا؟ آخر میں دیکھتے ہیں، اِس آیت کے آخر میں:

وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (۴۸:۱۰)

اور جو مومنین و مومنات خدا کے اِس عہد میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اِس بیعت میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو خدا اُن کو اجرِ عظیم یعنی بہت بڑا اجر اُن کو عطا کرے گا۔ تو اِس لحاظ سے اصل مالک جو ہے وہ خدا ہی ہے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ جسمانی دُنیا میں کبھی بھی خدا کسی market میں آیا نہیں ہے، کوئی barter exchange خدا نے نہیں کی ہے کہ میں مومنین کی جانوں کو اور مالوں کو میں اِس طرح خریدتا ہوں اور اِس طرح دیتا ہوں، ایسی بات نہیں ہے۔ اِس کے لئے تو خدا نے پیغمبرؐ مقرر کیا ہے

اور اِسی کے لئے پیغمبرؐ کے بعد خدا نے اُس کا جانشین مقرر کیا ہے۔ تو اِسی سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں پر ولی یا مولا یا ولایت کے جو معنی آپ خدا کو دیں گے وہی معنی آپ پیغمبرؐ کو بھی دیں گے اور وہی معنی پیغمبرؐ کے جانشین کو بھی دیں گے کیونکہ ہر زمانے میں مومنین کی یہ ضرورت ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہونی چاہئے جن کے ہاتھ پر ہم اپنی جانوں کو اور مالوں کو بیچ ڈالیں اور اُس کے بدلے میں ہمیں ابدی زندگی حاصل ہو۔ تو اِس لئے مجھے یقین ہے کہ بفضلِ مولا یہاں پر ولایت کے کیا معنی ہیں، اب اِس کے سلسلے میں ایک اور زبردست آیت ہے، یہ سورہ نمبر ۳۳ ہے اور آیت نمبر ۶ ہے۔ اِس میں خدا پیغمبرؐ کے لئے فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی (۶:۳۳)

یہ اَوۡلٰی عربی میں ولی سے، English میں comparative degree کہتے ہیں یعنی دو صورتوں کا آپس میں مقابلہ ہو، اُردو، فارسی میں تفضیلِ بعض کہتے ہیں یعنی وہ ہستی جس کے پاس زیادہ اختیار ہو۔ ولی کے معنی ہیں صاحبِ اختیار یا مختار، اور چونکہ بندوں کو وقتی طور پر تھوڑا بہت اختیار دیا گیا ہے، چلو امانت کے طور پر سہی، تو اپنی اولاد پر، اپنے مال پر، ملکیت پر اُس کی حکومت چلتی ہے، لیکن اگر ایسا مقابلہ سامنے آئے اِس میں اگر اختیار کا دخل ہو تو پیغمبرؐ کو زیادہ اختیار ہونا چاہئے یا ایک اُمّتی کو؟ یہاں خدا تاکید فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی۔ نبی ایک ایسی ہستی ہے کہ اُن کو:

اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ (۶:۳۳)۔ مومنین کو اپنے آپ پر جو اختیار ہے اُس سے کہیں زیادہ اختیار پیغمبرؐ کو حاصل ہے۔ مومنین کو یا مومنات کو اپنے آپ پر جو اختیار ہے، تھوڑا بہت تو ہے لیکن اُن کے مقابلے میں پیغمبرؐ کو زیادہ اختیار ہے۔ تو اِس سے بھی ثابت ہے کہ ولایت کے معنی جو ہیں وہ کسی ہستی کے اختیار کو تسلیم کرنا ہے۔ تو اِس کے بعد ابھی ہم آتے ہیں مولانا مرتضیٰ علیؑ کی ولایت کے کیا معنی ہیں؟ تو اِس مختصر بات چیت سے یہ ثابت ہو گیا کہ مولانا علیؑ کے ولایت کے بھی وہی معنی ہیں جو معنی ہم خدا کے لئے یا پیغمبرؐ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اب یہاں پر ایک خاص نکتہ یاد رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ کچھ حضرات کا یہ خیال ہے کہ پیغمبرؐ نے مولانا علیؑ کو غدیرِ خُم کے مقام پر ولی یا مولا مقرر کیا، گویا اُس سے پہلے مولانا علیؑ کے مرتبے کا کسی کو معلوم ہی نہیں تھا۔ یہ تصوّر اسماعیلی مذہب کی جو روایت ہے، اُس کی جو interpretation ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ غدیرِ خُم میں پیغمبرؐ نے جو اعلان کیا وہ ایک آخری درجے کا اعلان تھا، یہ اِس لئے کرنا پڑا جب لوگوں نے پیغمبرؐ کی دعوت کو قبول کیا تو اُس میں کم سے کم بنیادی طور پر دو طبقے تھے، دو categories تھے۔ کچھ حضرات نے علم کی روشنی میں پیغمبرؐ کو تسلیم کیا تھا، یہ

یاد رکھیے، علم کی روشنی میں، یعنی اُس زمانے میں کیا ہے کہ دینِ اسلام ایسا نہیں ہے کہ Arabia میں اسلام نہیں ہوا ہو، accidentally ایک نیا مذہب پیدا ہوا ایسی بات نہیں تھی۔

آپ کو علم ہے، ان شاء اللہ ابھی مختصر اِس کی بات ہوگی کہ حضرتِ آدم علیہ السّلام سے لے کر آنحضرتؐ تک خدا کا دین ہمیشہ دُنیا میں جاری اور ساری رہا ہے۔ البتہ دُنیا میں جو ظلم اور ستم ہے اُس کی وجہ سے کبھی خاموشی سے کام کیا ہے اور کبھی کھل کر کام کیا ہے۔ نہیں تو حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے جو دین لایا تھا وہ دین مولانا اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد میں ہمیشہ جاری اور ساری تھا۔ یہاں تک کہ سب کو معلوم ہے کہ مولانا عبدالمطلبؑ نے جو عظیم معجزہ کیا تھا، وہ سب کو معلوم ہے۔ جب یمن سے کسی دشمنِ اسلام نے کعبے پر attack کیا اُس وقت مولانا عبدالمطلبؑ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اُس کے لئے، ابرھة الاشرم اُس کا نام تھا تو اُس کے لئے ابرھة الاشرم نے مولانا عبدالمطلبؑ کو بلایا کہ میں یہ کعبہ پر attack کرنے والا ہوں، آپ کا کیا کہنا ہے؟ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُس وقت شاید مولانا عبدالمطلبؑ کے ۲۰۰ اُونٹ چُرائے تھے اُس کے سپاہیوں نے، مولانا عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ اگر ہوسکتا ہے میرے وہ ۲۰۰ اُونٹ واپس کر دیجئے۔ ابرہہ کو حیرت ہوئی، یہ اِس قوم کے سردار ہیں اور میں کعبے پر attack کرنے والا ہوں، اُن کو کعبے کی نہیں پڑی ہے، اپنے ۲۰۰ اُونٹوں کی پڑی ہے۔ یہ اُس نے مولانا عبدالمطلبؑ سے بھی اِس طرح address کیا کہ آپ بھی کیسے leader ہیں۔ مولانا عبدالمطلبؑ نے کیا فرمایا؟ کامل اعتماد کے ساتھ کہا کہ میں یہ ۲۰۰ اُونٹوں کا مالک ہوں، اِس کعبے کا مالک کوئی اور ہے اور وہ اُس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اُس کے بعد جو حشر ہوا اُس کی فوج کا، خود اُس کا، یہ قصّہ جو ہے لمبا ہے اور آپ سب نے سُنا ہوگا اِس سلسلے میں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مولانا عبد المطلبؑ اپنے زمانے کے امام تھے، یہ ہمارے نزدیک امامانِ مستقر، ایک permanent امامت دُنیا میں ہمیشہ چلتی رہی ہے اور کبھی کبھار مستودع اماموں کا بھی ایک سلسلہ چلتا ہے، وہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت اسحاقؑ سے مستودع اماموں کا سلسلہ تھا لیکن مولانا اسماعیلؑ کی نسل میں مستقر اماموں کا سلسلہ تھا۔ تو اِس لئے اسلام جو ہے عرب میں پہلے سے تھا لیکن پوشیدہ تھا۔ کچھ بُت پرستوں کی کچھ زیادہ اوپر چل رہی تھی۔ تو بہر حال تو اُس میں مولانا علیؑ تھے، حضرتِ خدیجہ الکبریٰؑ تھے، دوسرے مومنین تھے جو پہلے سے اسلام کو سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے اسلام لایا تو اسلام لانے کا یہ مطلب نہیں ہے کوئی نیا اُن کے پاس ایمان تھا۔ پہلے سے صاحبِ ایمان تھے لیکن پیغمبرؐ کو تسلیم کیا، کچھ مومنین ایسے تھے جن کو اہلِ ایمان، مومنین کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے اور بعد میں پیغمبرؐ نے جب خدا کے فضل وکرم سے پیغمبرؐ کو بہت ہی

فتح و نصرت نصیب ہوگئی، جنگِ بدر، جنگ اُحد اور دوسری جنگوں میں، جنگِ خیبر وغیرہ میں آپ دیکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ کو کتنی کامیابیاں ہوئیں اور اُس میں کچھ لوگ اُس کے بعد ڈر کے مارے، کچھ مالِ غنیمت کی خاطر اسلام لائے تھے، اِس لئے مولانا مرتضیٰ علیؑ کے مرتبے سے وہ آگاہ نہیں تھے۔ تو اِس لئے آخر میں اِن سب کو آگاہ کرنا تھا اور جہاں تک مولانا علیؑ کی ولایت کا تعلق ہے وہ ہر پیغمبر کے شروع سے ہوتی ہے جیسے حضرتِ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السّلام، اِن کے ساتھ اِن کے اساس بھی تھے اور اِس سلسلے میں قرآن میں سب سے بہترین ثبوت سورۂ طٰہٰ، سورہ نمبر ۲۰ اور آیات نمبر ۲۴ سے لے کر ۳۶ تک۔ یہاں حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام خدا سے درخواست کرتے ہیں کہ میری مدد کے لئے میرے بھائی حضرتِ ہارونؑ کو بھی آپ میرے ساتھ کر دیجئے۔ بعد میں آپ تفصیل سے دیکھ لینا کہ اِس سے کیا ہوگا، آپ کو بہت روشنی ملے گی۔ یہاں جو باتیں ہوتی ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ قرآن کی بنیاد پر ہونا چاہیئے، کوئی بھی بات جو ہو۔ تو الغرض کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مولانا مرتضیٰ علیؑ کی ولایت کا جو اعلان ہے وہ صرف غدیرِ خُم کی بات نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے جو دعوت شروع ہوئی، اِس کا ذکر سورہ نمبر ۲۶، سورۂ شوریٰ اور آیت نمبر ۲۱۴ ہے، یہاں خدا پیغمبر سے فرماتے ہیں:

وَ اَنْذِرْ (۲۶: ۲۱۴)۔ ڈراوٗ۔

اِسی لفظ سے پیغمبر کے دو title قرآن میں آیا ہے۔ ایک تو منذر ہے اور دوسرا نذیر ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی پیغمبر ایک طرف سے ڈرانے والا بھی ہوتا ہے اور دوسری طرف سے مبشر بھی ہوتا ہے یا بشیر، بشارت دینے والا، خوشخبری دینے والا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ دعوت کا کام اپنی خاص family سے شروع کر دو تو پہلے بھی اِس کا ذکر ہوا ہے لیکن ان شاءاللہ بعض باتیں جو ہیں بار بار ذکر ہوتی جائیں گی کیونکہ یہ حقیقت ایک ہے اور اُس کے کئی پہلو ہیں اور یہ قرآن میں، حدیث میں، اماموں کے اقوال، فرامین میں طرح طرح سے اِس کا بیان ہوا ہے۔ تو سب سے پہلے مولانا مرتضیٰ علیؑ کو کس طرح پیغمبر نے مقرر کیا تو اِس کی تفصیل جو ہے کتاب الولایہ، یہ دعائم الاسلام میں سب سے جو پہلا chapter ہے، یہ امامت کے سلسلے میں ہے، اور مولانا مرتضیٰ علیؑ کی ولایت کے سلسلے میں کافی تفصیل سے یہاں ذکر آیا ہے۔ اِس لئے یہاں جتنا مختصر ہو سکے کوشش کی جائے گی، یہ تو English میں کتاب الولایہ اُردو ترجمہ اُس کا ہے اور اِس کے لئے English میں ایک Book of Faith کے نام سے الگ چھپی تھی پہلے۔ ابھی مکمل طور پر دعائم الاسلام کا English translation آ گیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ online بھی ہے۔ یہ بہت ہی اہم chapter جو ہے آپ اِس کو اچھی طرح سے پڑھ لیجئے۔ تو اِس میں جو پیغمبرؐ نے

مولا نا مرتضیٰ علیؑ کومقرر کیا، پیغمبرؐ نے مولا نا عبد المطلبؑ کی اولا د کو دعوت دی، اُس میں شاید تقریباً چالیس تک لوگ تھے۔ اِس دعوت میں پیغمبر نے فرمایا:[ا]

یا بنی عبد المطلب اطیعونی تکونوا ملوک الارض و حکامها ان اللہ لم یبعث نبیا الا جعل له وصیا و وزیرا و وارثا و اخا و ولیا۔

یا بنی عبد المطلب۔ اے عبد المطلب کی اولاد!

اطیعونی۔ تم میری اطاعت کرو۔ اُس کے نتیجے میں اُن کو کیا فائدہ ہوگا؟

تکونوا ملوک الارض و حکامها۔ اِس دعوت کو قبول کرو گے تو آپ دُنیا کے ملوک بن جائیں گے، آپ بادشاہ بنیں گے اور اُس کے حاکم بنیں گے۔ اِس کے بعد جو ہے بہت ہی اہم حصّہ آرہا ہے۔

ان اللہ لم یبعث نبیا۔ خدا نے کبھی بھی کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے، جب بھی کسی پیغمبر کو بھیجا ہے تو کیا کیا؟

الا جعل له وصیا۔ تو اُس پیغمبر کے لئے ایک وصی بھی مقرر کیا ہے۔ وصی اور اساس کے ایک ہی معنی ہیں۔

و وزیرا و وارثا و اخا و ولیا۔ کتنے title ہو گئے مولا نا مرتضیٰ علیؑ کے یہاں پر؟ ایک تو وصی ہے، دوسرا وزیر ہے، تیسرا وارث، چوتھا اخ، بھائی اور پانچواں ولی۔ یہ ولی یا مولا جو ہے وہ صرف غدیرِ خُم کی بات نہیں ہے۔ یہ عشیرۃ الاقربین کی دعوت کے موقع پر پیغمبرؐ نے سب کو دعوت دی لیکن کسی نے قبول نہیں کیا سوائے مولا نا علیؑ کے۔ یہ سب تفصیل آپ کو کتاب الولایت میں ملے گی۔ تو اِسی سے آپ اندازہ کیجئے کہ مولا نا علیؑ کی ولایت جو ہے وہ شروع ہی سے تھی لیکن جو آشکار ہوگئی وہ غدیرِ خُم کے مقام پر ہوئی۔ ابھی غدیرِ خُم کے مقام پر کس طرح ہوئی اور کتنی اُس کی اہمیت ہے دُنیائے اسلام کے لئے؟ اِس سلسلے میں بہت سی کتابوں میں اِس کا ذکر آیا ہے تفصیل سے، احادیث کی کتابوں میں ہے، تفاسیر کی کتابوں میں ہے، خود ہماری اپنی کتابوں میں جس طرح دعائم الاسلام اور خاص کر سیّدنا المؤید فی الدین شیرازی کی جو المجالس ہے اُس میں بھی کئی مجالس میں تفصیل سے اِس کا ذکر آیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ جب آخری حج پر گئے، **حِجۃ الوداع** اِس کو کہتے ہیں، وداع یعنی آخری۔ پیغمبر جب آخری حج پر گئے تو کہتے ہیں کہ عرفات کے مقام پر یعنی حج کی جو مناسک جس کو کہتے ہیں ceremonies ہوتی تھیں، اُس میں ایک خاص مقام ہے عرفات، وہاں پر جب پیغمبرؐ پہنچے تو پیغمبرؐ کے لئے یہ وحی نازل ہوئی جو میں نے ابھی ابھی عرض کیا۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ۔ یقیناً تمہارا ولی اللہ ہے۔

وَرَسُوْلُہٗ۔ اور اُن کا رسول، اُس کا رسول ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا ۔اور جنہوں نے درجۂ کمال تک ایمان لایا ہے۔

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ (۵۵:۵)

یہاں جو آپ اُردو، فارسی، عربی سے واقف رکھتے ہیں کہ 'وَ' جو ہے اِس کے بارے میں بھی بہت ہی controversies ہیں لیکن شیعہ اسلام کے نزدیک جو ہے خواہ وہ اثناعشری برادری ہے یا اسماعیلی برادری ہے اُن کے یہاں یہ جو 'واؤ' جو ہے 'واؤ' کی کئی قسمیں عربی میں ہیں۔ اُن میں سے میں دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک کو واوِ عطف کہتے ہیں جو English میں and کے طور پر، and کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے یعنی دو sentences کو ملانے کے لئے اور دوسرا ایک 'واؤ' جو ہے یہ 'واؤ' جو ہے یہ عطف نہیں ہے، یہ واوِ حالیہ اِس کو کہتے ہیں۔ اِس میں حالت بتانے کی بات ہوتی ہے:

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ۔ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔

وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ اور وہ جب رکوع کرتے ہیں تو رکوع کی حالت میں زکات دیتے ہیں۔ رکوع کی حالت میں زکات دیتے ہیں، یہ مولانا مرتضیٰ علیؑ کا ایک واقعہ ہے، اِس کے لئے بھی تفسیر کی کتابیں خاص کر ایک مشہور تفسیر دُرِّ منثور ہے، اُس کے اندر اِس کا ذکر ہے اور دوسری بہت سی کتابوں میں ذکر ہے کہ مولانا مرتضیٰ علیؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی سائل، beggar آیا اور کچھ طلب کیا۔ تو چونکہ مولانا مرتضیٰ علیؑ نماز کی حالت میں تھے تو مولانا نے اشارہ کیا، اُن کے دستِ مبارک میں ایک انگوٹھی تھی، انگشتری تھی، تو یہ جو سائل تھا سوال کرنے والا اُس نے یہ انگشتری لے لی مولانا علیؑ کے ہاتھ سے۔ اُس کے بعد یہ آیت اُتری ہے۔ تو اِس لئے بہت سارے مفسرین اور حدیث کی کتابوں میں خواہ سُنّی اسلام ہو یا شیعہ اسلام ہو دونوں میں، یہ متفق ہے، یہ آیت جو ہے مولانا مرتضیٰ علیؑ کی شان میں اُتری ہے۔

اب یہ پیغمبرؐ پر ایک فرض تھا۔ پیغمبرؐ اپنے زمانے میں شروع شروع میں جن میں زیادہ اُمّت کے لئے امتحان نہیں تھا، طہارت ہے، صلاۃ ہے، زکات ہے، صوم ہے، حج ہے، جہاد ہے، اِن سب کا تبلیغ کیا لیکن چونکہ ولایت کسی کے اختیار کو تسلیم کرنا، یہ بہت ہی مشکل کام ہے خاص کر اُس زمانے میں جبکہ عربوں میں اچھی خاصی سرکشی تھی۔ تو پیغمبرؐ کو فکر ہوئی کہ پہلے سے مجھے بدنام کیا جاتا ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کی حمایت کر رہا ہوں۔ پیغمبرؐ نے خدا کے حضور میں درخواست کی کہ بارِ خدایا! اگر یہ

میں لوگوں کو بتادوں تو مجھے خوف لگتا ہے کہ کہیں وہ مجھے نہ جھٹلا دیں اور دینِ اسلام کو چھوڑ کر واپس نہ چلے جائیں۔تو پیغمبرؐ نے دل ہی دل میں یہ خدا کے حضور میں درخواست کی۔اُس کے بعد پیغمبرؐ مکّہ سے مدینہ کی طرف واپس آرہے تھے اور خُم ایک جگہ کا نام ہے اور اُس جگہ پر بہت بڑا تالاب، جوہڑ جس کو کہتے ہیں، پانی کا ایک وہاں پر ذخیرہ تھا۔تالاب کو عربی میں غدیر کہتے ہیں۔ غدیرِ خُم کے معنی ہیں وہ تالاب جو خُم کے مقام پر ہے۔اِس سے پہلے، یہاں پہنچنے سے پہلے پیغمبرؐ پر یہ دوبارہ آیت نازل ہوئی اُس کے جواب میں جو درخواست کی تھی خدا کے حضور میں۔پیغمبرؐ کے لئے خدا نے تنبیہ کی، کہ نہیں آپ کو کسی بھی صورت میں یہ آیت پہنچانی ہے۔سو یہ ہماری دُعا میں جو تیسرا حصّہ ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۵:۶۷)

اب اِس کے بارے میں بھی تفسیرِ دُرِّ منثور میں بہت ہی ایک عجیب وغریب اِس کی روایت ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (۵:۶۷)

اے رسول! جو خدا کی طرف سے تجھے جو کچھ ملا ہے، جو کچھ نازل ہوا ہے، وہ اُمّت تک پہنچا دیجئے۔

اب کیا پیغمبرؐ کے لئے message آیا تھا، یہاں message کا ذکر نہیں ہے۔تمہاری طرف جو کچھ آیا تھا، اِس کا تو ذکر ہے کہ بہت ہی important message پیغمبرؐ کے لئے آیا تھا لیکن اُس message میں، اُس پیغام میں کیا ہے اُس کا ذکر اِس کے اندر دکھائی نہیں دے رہا ہے۔تو یہ تفسیرِ دُرِّ منثور مولانا جلال الدین سیوطی اہلِ سُنّت کے بہت بڑے عالم ہیں وہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں، وہ ابنِ مردویہ ابنِ عبداللہ ابنِ مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے زمانے میں یہ آیت کس طرح پڑھی جارہی تھی۔اِس میں لکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے زمانے میں یہ آیت اِس طرح پڑھی جاتی تھی:[۲]

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

اے رسول تمہارے لئے جو message آیا ہے خدا کی طرف سے، message کیا ہے؟

اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ کہ یقیناً مرتضیٰ علیؑ جو ہیں وہ مومنین کے مولا ہیں۔اب اِسی مولا کی بنیاد پر پیغمبرؐ نے بعد میں کیا کیا غدیرِ خُم کے مقام پر؟ غدیرِ خُم کے مقام پر پیغمبرؐ نے سب کو جمع کیا، جو آگے گئے تھے اُن کو واپس بلایا اور جو پیچھے تھے وہ آتے گئے اور جب سب اکٹھے ہو گئے تو وہاں پر پیغمبرؐ نے اِسی مولا کی بنیاد پر کہ مولا ناعلیؑ جو ہیں:

اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔Indeed Ali is the Mawla of the mu'mins

یقیناً مولا ناعلیؑ جو ہیں مومنین و مومنات کے مختار ہیں۔تو یہ کس طرح announce کیا؟ کیونکہ پیغمبرؐ نے تمام چیزیں جو ہیں، جب طہارت کا حکم آیا تو پیغمبرؐ نے طہارت کس طرح کرنی چاہیئے ، یہ عملی طور پر سُنّت کے ذریعے سے explain کیا۔ اسی طرح ''اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ'' نماز پڑھنے کی بات آئی تو قرآن میں تو صرف نماز پڑھنے کی بات ہے۔کس طرح پڑھنا ہے، کس طرح وہ تکبیرۃ الاحرام ہے، قیام ہے، رکوع ہے، سجود ہے، یہ تمام تفصیلات قرآن میں نہیں ہیں۔ اِسی طرح زکات ہے،صوم ہے، جہاد ہے، حج ہے، یہ قرآن میں جتنے جو آیات ہیں اِن کو اجمالاً کہتے ہیں یعنی یہ in general آئی ہیں، تفصیلات نہیں ہیں اور اِن کی تفصیلات جو ہیں پیغمبرؐ نے اپنے اپنے وقت پر بیان کیا۔ اِسی طرح یہ بھی اسلام کے جو سات ستون ہیں، pillars ہیں، اُن میں ایک ولایت بھی ہے۔ ابھی ولایت کس طرح ہے، یہ بھی لوگوں کو معلوم نہیں تھا تو یہ بیان کرنے کے لئے ، لوگوں کو بتانے کے لئے کہ اِس کی کیا اہمیت ہے، پیغمبرؐ کو عملی طور پر بتانا تھا، اور پیغمبرؐ نے عملی طور پر بتایا، وہاں پر کوئی بندوبست کرنے کے لئے ظاہری طور پر کوئی وسیلہ نہیں تھا تو پیغمبرؐ نے اُونٹوں کے جو کجاوے تھے، جو saddles تھے اُن کو جمع کر کے ایک منبر بنایا گیا اور اُس کے بعد پیغمبرؐ نے مولا نا مرتضیٰ علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور یہ announce کیا، کیا فرمایا؟[۳]

یٰۤاَیُّهَا النَّاس۔ اے لوگو!

اَنَّ عَلِیًّا مِّنِّی بِمَنۡزِلَۃِ ھَارُوۡنَ مِنۡ مُوۡسٰی۔ کہ مرتضیٰ علی کا جو میرے ساتھ رشتہ ہے، مرتبہ ہے، وہ ایسا ہے جس طرح حضرتِ ہارونؑ کا حضرتِ موسیٰؑ کے ساتھ تھا۔

اِلَّآ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ۔ سوائے اِس کے کہ مرتضیٰ علیؑ پیغمبر نہیں ہیں۔ کیونکہ نُبوّت کا جو دور ہے وہ پیغمبرؐ پر ختم ہو رہا تھا، ابھی امامت کا دور شروع ہونے والا تھا۔ تو مرتضیٰ علیؑ پیغمبر نہیں تھے، کوئی نئی شریعت لانے کی بات نہیں ہے، وہ اِس شریعت میں کیا حقیقت ہے، بتانے کا کام مرتضیٰ علیؑ کا تھا، وہ امام تھے اور اساس تھے۔

وَ هُوَ وَلِیُّکُمۡ بَعۡدِی۔ وہ تمہارا ولی ہے میرے بعد۔ میں اپنی زندگی میں میں تمہارا ولی ہوں اور میرے بعد مرتضیٰ علیؑ آپ کے ولی ہوں گے۔

فَمَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ۔ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اُس کا مولا ہے۔

پھر آخر میں پیغمبرؐ نے دُعا کی، مشہور دُعا ہے:

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنۡ وَالَاہُ وَعَادِ مَنۡ عَادَاہُ وَانۡصُرۡ مَنۡ نَصَرَہٗ وَاخۡذُلۡ مَنۡ خَذَلَہٗ وَ اَدِرِ الۡحَقَّ مَعَہٗ حَیۡثُ دَار

دُعا اِس طرح ہے کہ بارِ خدایا! تُو اُس شخص سے دوستی رکھ جو علی سے دوستی رکھتا ہے اور تُو اُس شخص کا دشمن بن جو علی سے دشمنی کرے۔

وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ۔ اور اُس کی مدد فرما جو علی کی مدد کرتا ہے۔

وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ۔ اور جو علی کو چھوڑتا ہے اُس کو آپ بھی چھوڑ دیں۔

ابھی آخر میں جو جملہ ہے، sentence ہے وہ بہت ہی important ہے۔

وَ اَدِرِ الْحَقَّ۔ اور حق کو اُس راستے پر چلاؤ

مَعَهُ۔ علی کے ساتھ یعنی علی کے لئے کوئی حق نہیں ہے کہ علی اُس کے پیچھے چلے بلکہ علی حق ہے، وہ حق کا source ہے، سرچشمہ ہے، اُس کی ہدایت میں حقانیت ہے۔ اِس لئے پیغمبرؐ نے خدا سے دُعا کی کہ بارِ خدایا! حق کو علی کے پیچھے پیچھے چلا جس راستے پر وہ چلتا ہے۔ وَ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَیْثُ دَار۔

تو یہ مولا نا مرتضیٰ علیؑ کی ولایت کا اعلان ہوا۔ اب اِس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا محمد الباقرؑ فرماتے ہیں کہ اسلام کے جو pillars ہیں، جو ارکان ہیں، جو ستون ہیں وہ کیا ہیں؟ فرماتے ہیں: [۴]

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی سَبْعِ دَعَائِم۔ اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے سات ستونوں پر۔

فَاَمَّا الْوَلَایَۃُ اَوَّلُھَا وَ اَفْضَلُھَا۔ اور اِن سات ستونوں میں سے جہاں تک ولایت کا تعلق ہے یہ سب سے آگے ہے اور سب سے زیادہ فضیلت والا ستون یہی ولایت ہے۔ کیوں اِس طرح ہے؟

بِھَا وَ بِالْوَلِیِّ یُوْصَلُ اِلٰی مَعْرِفَتِھَا۔ باقی جو چھ ارکان ہیں اُس کے معانی کیا ہیں، اُس کے حقائق کیا ہیں، جب تک کوئی ولی نہیں ہوگا، اُس کو بیان کرنے والا نہیں ہوگا تو اُس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوگی۔ اِس لئے کہ اِن کی حقیقت تو ولی کے ذریعے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ اِس لئے ولایت جو ہے وہ سب سے اہم ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا (۵:۵۵)

یہ تین یہاں جو ولایت کا ذکر ہے یہی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۴:۵۹) کی طرح ہے۔ تو ان شاء اللہ باقی چیزیں جو رہ گئیں ہیں ہمارے پیچھے جو شاید ہمارے سلطان صاحب ہیں وہ آئیں گے تو جس طرح ہمارے پہلے آیات کی جو ہیں review کر کے وہ آیتوں کے نمبر وغیرہ جو ہیں وہ تیار کر کے آپ کو دکھا دیں گے۔ فی الحال یہاں پر ہم چھوڑ

دیتے ہیں، رُکتے ہیں اوران شاء اللہ ابھی رشیدہ صاحبہ جو ہیں۔۔۔

Transcribed by: Meherangez Azeem Ali

Proofread/Edited by: Azeem Ali Lakhani

Karachi, Pakistan. 8th January, 2023.

حواشی

[۱]: سیدنا قاضی نعمان، دعائم الاسلام (عربی)، تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی (بیروت، ۱۹۵۱)، حصۂ اول، صص ۱۵-۱۶

[۲]: جلال الدین سیوطی، تفسیرِ درِّ منثور، مترجم اردو جلدِ دوم (لاہور، ۲۰۰۶)، ص ۸۱۷

[۳]: سیدنا قاضی نعمان، دعائم الاسلام (عربی)، تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی (بیروت، ۱۹۵۱)، حصۂ اول، ص ۱۶

[۴]: ایضاً، ص ۲

Global Lectures Series 02

Lecture 02: Ayah-yi Mawaddah

Date: 08 May 2022

Lecture by: Dr. Baḥru'l-ʿulūm *ṣāḥib*

مومنین ومومنات! آپ نے فرمانِ مبارک سُن لیا، اِس فرمان سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آج کا جو موضوع ہے، جو topic ہے، وہ کتنا اہم ہے، اور امام کے فرمان کی روشنی سے یہ ثابت ہے کہ یہ اہلِ بیت کی محبت، پیغمبر اور اُن کے آل کی محبت، وہ دین کی اساس ہے۔ تو یہاں محمد اور علی کے آل سے محبت کے بارے میں ایک واقعہ میں عرض کر رہا ہوں کہ حضرتِ مولانا سلطان محمد شاہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانے میں امام کے خاندان سے ایک بزرگ ہونزہ سے ہوکر China تشریف لے گئے تھے اور واپسی پر واپس ہونزہ سے آرہے تھے، اُن کا اسمِ گرامی تھا آغا عبدالصمد، جو مولا کے خاندان سے تھے۔ تو اُس زمانے میں راستہ بہت ہی خراب ہوتا تھا، پتھر گِرتے تھے سفر کرنے والوں پر اوپر سے، اور راستہ جو ہے صاف نہیں تھا تو ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں پتھر گِرنے کا خطرہ تھا۔ تو کہتے ہیں کہ اُن بزرگوار نے فرمایا:

مترس و ملرزو بگویا علی۔ آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مترس = ڈرومت۔ ملرز = آپ کو لرزنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اِن سب کی جو protection ہے آپ کے لئے، آپ مرتضیٰ علی کا نام لو اور اُسی پاک نام کے صدقے سے تمہاری ہر مشکلات اور ہر مصیبت آسان ہو جائے گی۔

تو الحمدللہ! آج یہ بابرکت موضوع ہے، آیۂ مَوَدَّۃ۔ 'مودّۃ' کا لفظ عربی میں 'وُدّ' سے نکلا ہے، 'واؤ' اور 'دال'، اور 'دال' کے اوپر تشدید۔ اُس کے معنی ہیں محبت کرنا، اور شیعہ اسلام میں اِس کے دو ترجمے ہیں۔ مودّۃ کے دو ترجمے ہیں، ایک تو حُبّ ہے، حُبّ یا محبت، اور دوسرا اِس کا ترجمہ وِلا ہے۔ دونوں کا وہی معنی ہے جو فارسی میں دوستی ہے، اور وِلا سے ایک اور خاص اصطلاح ہے، تولاّ۔ شیعہ مذہب میں تولاّ اور تبرّا، یہ دو خاص اصطلاحات ہیں اور اِن اصطلاحات کی جو root ہے، جو جڑ ہے وہ آنحضرت کی وہ مبارک حدیث ہے جو آپ نے غدیرِ خُم کے موقع پر مولانا علی علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا تھا:[۱]

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ۔

والِ اور تولاّ اور ولا، اِن سب کا ایک ہی root ہے۔ والِ معنی اُن سے محبت کرو جو علی سے محبت کرتا ہے۔ اصل میں

لفظ و الِہ ہے اور 'ہٗ' جو ہے، ہٗ جو ہے وہ pronoun ہے چونکہ آگے مولا نا مرتضیٰ علی کا نام آ چکا ہے۔

مَنْ کُنْتُ مَوْ لَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْ لَاہُ

تو اِس لئے دُعا میں پیغمبر نے مولا کے لئے pronoun کا لفظ، ضمیر کا لفظ استعمال کیا ہے۔

وَ الِ یعنی اُس شخص سے محبت کرو جو علی سے محبت کرتا ہے۔ اور تبرّ ا کا root جو ہے:

وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ اور جو علی سے دشمنی رکھتا ہے تُو اُس سے دشمنی کر۔

تو یہ عَادِ جسے اُردو، فارسی میں عداوت کہتے ہیں، دشمنی، اِس کی جگہ پر تبرّ ا کا لفظ آ گیا ہے۔ تولّا اور تبرّ ا کے معنی ہیں: آلِ پیغمبر سے محبت رکھنا اور جو اُن سے دشمنی کرتے ہیں اُن سے نفرت کرنا۔ جو اہلِ بیت کا دشمن ہو اُس کے ساتھ دل کی دوستی کی اجازت نہیں ہے۔ ایک ظاہری دوستی ہے، دُنیا کا business ہے، کاروبار ہے، دوسرے روابط ہیں، اُس میں آپ کسی کے ساتھ بھی دوستی رکھ سکتے ہیں، لیکن جو حقیقی مومن ہے وہ دل کی دوستی اُن حضرات کے ساتھ رکھتا ہے جو اہلِ بیتِ رسول، تو اِن سے مراد ہر زمانے کا امام ہے، جو اہلِ بیتِ رسول سے محبت کرتا ہے۔ بزرگانِ دین نے فرمایا کہ چونکہ مومنین کے اندر امام سے رُوح القدس، پاکیزہ رُوح کام کرتی ہے، وہ ایک ہی درجے پر نہیں، اُس کے کئی مدارج ہیں۔ وہ ذکر، فکر، عبادت، حقیقی علم میں کتنے آگے بڑھا ہے اُس کے لحاظ سے مومنین و مومنات میں رُوح القدس یعنی امام کی رُوح کام کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ غیر سے دوستی ہو تو رُوح القدس ناراض ہو کر چھوڑ دیتی ہے اُس مومن یا مومنہ کو۔ تو اِس لئے خاص کر وہ مومنین و مومنات جو علم میں پختہ نہ ہوں، جو اپنے دین کو عقلی اور نقلی دلائل یعنی عقلی طور پر بھی، intellectually، ساتھ ساتھ قرآن اور احادیث سے اپنے دین کو ثابت کرنے کی position میں نہ ہوں اُن کے لئے خصوصی طور پر ارشاد ہے کہ دوستی کا دائرہ اُن مومنین و مومنات تک رکھیں، دل کی دوستی، جو مولا سے جان و دل سے محبت کرتے ہیں، اُس کے عاشق ہیں۔

تو یہ مختصر بات آج کے topic سے مربوط ہے، اُس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اب اِسی کے ساتھ ہمارے یہاں ایک خاص تسبیح ہے، الودود۔ یہ الودود کا لفظ، جو خدا کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ نام جو عربی میں فعول کے وزن پر ہے، ف، ع، و، اور، ل۔ فعول۔ ودود، غفور، جس طرح ایسے نام عربی میں ہیں۔ تو جو نام اِس وزن پر عربی میں آتے ہیں اُس کے دو قسم کے معنی ہوتے ہیں، فاعل یعنی یہ subject کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور مفعول یعنی object کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اِس لئے اِس کا ترجمہ دو طرح سے ہوتا ہے، ایک اِس کا ترجمہ ہوگا محبت کرنے والا، ودود کے معنی،

اور دوسرے معنی ہوں گے، جس سے محبت کی جاتی ہے تو اُس کی اچھی اُردو میں ترجمہ کیا جائے تو ودود کے ایک معنی محبّ کے ہیں۔ محبّ کے معنی محبت کرنے والا، اور دوسرا معنی محبوب ہوگا، جس سے محبت کی جاتی ہے۔ اِسی طرح قرآن میں ایک مثال آئی ہے کہ خدا اُن لوگوں کے لئے challenge کرتا ہے جو دین کو چھوڑ کر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو خداوند فرماتے ہیں، یہ سورہ نمبر ۵ ہے اور آیت نمبر ۵۴ ہے، chapter 5 and verse 54، خدا اِن لوگوں سے فرماتا ہے کہ خدا کو آپ جیسے لوگوں کی پڑی ہی نہیں ہے۔ آپ دینِ اسلام کو ناشکری کر کے نکل جائیں گے، تو خدا ایک ایسی قوم کو لائے گا جن سے خدا محبت کرتا ہے، جن سے خدا محبت کرتا ہے: یُحِبُّھُمْ۔ اور وہ حضرات خدا سے محبت کرتے ہیں: یُحِبُّونَهُ۔

یہاں ھُمْ جو ہے اُس قوم کی طرف ضمیر ہے اور ہٗ جو ہے وہ خدا کی طرف ضمیر ہے۔ ایک ایسی قوم کو لائے گا کہ جس سے خدا خود محبت کرتا ہے اور وہ حضرات خدا سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جو لفظی analysis ہے، تحلیل ہے لفظِ مودّۃ اور ودود کی۔ تو آپ دیکھتے ہیں کہ مودّۃ جو ہے بہت ہی ایک اہم اصطلاح ہے، اِس لئے اِس آیت کا خاص نام ہے، جو میں ابھی عرض کرنے والا ہوں، اِس آیت کا اصطلاحی نام ہے: آیۂ مودّۃ۔ اِسی طرح بہت سی آیات کے نام ہیں، جو قرآن سے واقف ہیں اور اسلامی ادب سے واقف ہیں اُن کے لئے اُس آیت کا نام لو تو گویا پوری آیت اُن کے ذہن میں آتی ہے، مثلاً ایک ہے آیۂ اطاعت۔ آیۂ اطاعت کہتے ہی، اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۴:۵۹) خود بخود ذہن میں آئے گا۔ اِسی طرح آیۂ بیعت جب کہا جائے تو: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (۴۸:۱۰) یہ پوری آیت جو ہے آخر تک اُن کے سمجھ میں آ جائے گی۔ اِسی طرح آیۂ فطرت ہے، اور ایسی بہت سی آیات ہیں، اُن میں سے یہ ایک آیت آیۂ مودّۃ ہے یعنی وہ آیت جس میں پیغمبر کے اہلِ بیت کی محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہم آ رہے ہیں آیۂ مودّۃ کی طرف۔ تو یہ آیۂ مودّۃ: سورہ نمبر ۴۲ اور verse 23۔ تو اِس میں ربّ العزّت پیغمبر سے فرماتے ہیں:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (۴۲:۲۳)

خدا پیغمبر سے فرماتے ہیں کہ آپ کی جو اُمّت ہے اُن سے کہہ دیجئے کہ میں نے جو رسالت کا کام کیا، خدا کا پیغام آپ تک پہنچایا، اُس کا میں آپ سے کوئی اجر، کوئی صلہ، کوئی reward طلب نہیں کرتا ہوں سوائے اِس کے کہ آپ صرف ذی القربیٰ سے محبت کریں۔ ابھی ذی القربیٰ کی وضاحت سے پہلے اِس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟ شانِ نزول بھی ایک اصطلاح ہے اسلامی ادب میں، یعنی ایک آیت جب اُترتی ہے اُس کے پیچھے کیا اسباب تھے؟ کس موقع پر یہ آیت اُتری ہے اور اُس کا

context کیا ہے؟ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ بات بہت ہی اہم ہے کہ اِس کا background جاننا اور یہ آج زمانے کے ہادیٔ برحق جو ہمارے لئے فرمان فرماتے ہیں اُس کو سمجھنے کے لئے بھی بہت ہی ضروری ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینے میں پیغمبر کی اُمّت سے کچھ مومنین پیغمبر کے حضور میں آئے اور آنحضرت سے اُنہوں نے گزارش کی کہ اے پیغمبرِ خدا! آپ کے آنے سے پہلے ہم گمراہ تھے، ہم سیدھے راستے پر نہیں تھے، ہم بُت پرست تھے اور ہم بہت غریب تھے۔ آپ کے یہاں پر آنے سے خدا نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔ یہ سیدھا راستہ ہم کو آپ کی ذات کی برکت سے حاصل ہوا اور ہم غریب تھے، آپ کی تعلیمات کی برکت سے خدا نے ہماری کمائی میں برکت دی، ابھی ہم دولت مند ہو گئے ہیں۔ آپ ہمارے مال سے جو بھی طلب کریں ہم اب اُس کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو جب اُن حضرات نے پیغمبر سے یہ درخواست کی تو شانِ نزول کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو چونکہ یہاں ذی القربیٰ کی محبت کا ذکر ہے، تو لوگوں نے پوچھا:

یَارَسُوْلَ اللهِ! مَنْهُمْ ذِی الْقُرْبی؟

یہ ذی القربیٰ جن کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے یہ حضرات کون ہیں؟ تو یہ حضرتِ مولانا محمد باقر علیہ السّلام سے کچھ مومنین نے عرض کیا۔ تو ہمارے اماموں نے فرمایا، یہ کبھی کبھار مولانا جعفر الصّادق سے بھی کبھی روایت کرتے ہیں، کبھی مولانا محمد الباقر سے کرتے ہیں، جس امام سے بھی کریں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ تو جب لوگوں نے پوچھا ذی القربیٰ کے بارے میں تو پیغمبر نے فرمایا: هُمْ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْن۔ [۲] یہ ذی القربیٰ جن کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے اور جن کی محبت کے بارے میں مولانا محمد باقر فرماتے ہیں جب امام سے پوچھا گیا کہ اِس آیت کی اہمیت کے بارے میں تو مولا فرماتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا: یہ مولانا علی ہیں، حضرتِ فاطمہؑ زہرا ہیں، امام حسن اور امام حسین، اور یقیناً اسلام کی کوئی بھی حقیقت ایک مختصر وقت کے لئے نہیں ہوتی ہے۔ ایک ناطق کی جو دعوت ہوتی ہے وہ پورے دور کے لئے ہوتی ہے، اہلِ بیت اور پھر اُس کے بعد اُن کی جو آل ہے جس کا ذکر حضرتِ مولانا سلطان محمد شاہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا علی اور نبی کی آل جو دُنیا میں ہمیشہ جاری اور ساری رہنے والی ہے، تو پیغمبر نے فرمایا یہ حضرات یہ چار ہیں اور اِن کے اولاد ہیں۔ پھر پیغمبر نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّهُمْ۔ جو اِن سے محبت کرتا ہے۔ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔ وہ یقیناً مجھ سے محبت کرتا ہے۔

یہ اَحَبَّهُمْ یہ محبت سے ہے۔ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔ جو اِن سے محبت کرتا ہے وہ یقیناً مجھ سے محبت کرتا ہے۔

وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ اور جو اُن سے بغض یعنی دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

پھر اُس کے بعد پیغمبر نے فرمایا: لَا یُحِبُّ عَلِیًّا اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ سوائے ایک مومن کے کوئی علی سے محبت نہیں رکھتا ہے۔ وَ لَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ۔ اور کوئی مرتضیٰ علی سے دشمنی نہیں رکھتا ہے سوائے ایک منافق کے، یعنی ایک hypocrite کے۔ [۳]

یہ احادیث جو ہیں جو مولا کی تائید سے جو ہم نے احادیث پر جو کتاب تیار کی ہے اُس کے اندر آپ کو اور ایسی بہت سی احادیث پیغمبر کی ملیں گی۔ [۴] اور اِس آیت کی اہمیت کے بارے میں جب مولانا محمد باقر سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

وَ اللہُ۔ خدا کی قسم۔

ھِیَ فَرِیْضَۃٌ مِنَ اللہِ۔ جس طرح اسلام میں دوسرے بہت سے فرائض ہیں اِسی طرح ذی القربیٰ سے محبت یعنی مودّۃ بھی خدا کی طرف سے ایک فرض ہے۔

وَاجِبَۃٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْعِبَاد۔ اور یہ تمام بندوں پر فرض ہے۔

لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ۔ یہ حضرتِ محمد کے لئے

فِیْنَا اَھْلِ بَیْتِہٖ۔ اور یہ ہمارے بارے میں ہے جو ہم اُس کی اہلِ بیت ہیں۔ [۵]

جو ہم اُس کی اہلِ بیت ہیں، یعنی اہلِ بیت بھی ایک اصطلاح ہے جو آنحضرت کے زمانے میں پنجتنِ پاک یعنی پانچ مقدس ہستیاں تھیں اُن کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا تھا لیکن آنحضرت کی رحلت کے بعد جو زمانے کا امام ہے، منصوص امام یعنی جس پر نص کیا گیا ہے اُس امام کے لئے اہلِ بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تو یہاں پر کچھ علم کی حکمتیں، اب یہاں پر دیکھنا یہ ہے کہ پیغمبر حضرات رسالت کا جو کام کرتے ہیں، اتنی سختیاں اُٹھاتے ہیں، یہاں تک کہ مشہور ہے کہ حضرت نوح کا زمانہ، شاید عمریں بہت لمبی تھیں اُس زمانے کی، کہتے ہیں کہ نو سو سال تک اُس نے دعوت کا کام جاری رکھا، کبھی سختیوں سے گھبرائے نہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، آنحضرت کے ساتھ جو سلوک کیا گیا کسی بھی تاریخ کی کتاب میں آپ پڑھ سکتے ہیں اور مولا کے نام پر کچھ تاریخ کی کتابیں پڑھنے کی بھی کوشش کیجئے، تاریخ ایک بہت ہی اہم چیز ہے لیکن تاریخ پڑھتے وقت بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اسلام میں دو بڑے group ہیں، شیعہ اسلام ہے اور سُنّی اسلام ہے۔ پڑھتے وقت آپ دونوں کی کتابیں پڑھنے کی کوشش کیجئے تاکہ آپ کے اندر ایک balanced view پیدا ہو جائے۔ تو سب سے پہلے اہلِ بیت کی بات ہے تو اِس کے بارے میں کافی اختلافات پائے جاتے ہیں کہ پیغمبر کے اہلِ بیت کون تھے۔ کچھ حضرات کے نزدیک پیغمبر کے اہلِ بیت میں پیغمبر کی فیملی یعنی امہات المومنین یعنی مومنین کی مائیں، پیغمبر کی بیگمات بھی تھیں اور کچھ حضرات اُس کو رَد کرنے کی

کوشش کرتے ہیں، لیکن اسماعیلی داعیوں نے امامت کی روشنی میں اِس میں فرق کیا ہے اور بہت بڑا فرق ہے کہ پیغمبر کے دو گھر تھے۔ایک جسمانی گھر تھا، اُس جسمانی گھر میں امہات المومنین بھی یقیناً شامل تھیں، اُس میں انکار کرنے میں کوئی معنی ہی نہیں ہیں، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ پیغمبر کا ایک نورانی گھر بھی تھا، نورانی گھر، اور اِس گھر کا اصطلاحی نام ہے: بیت الوحی۔ اُس نورانی گھر میں پیغمبر پر جب وحی اُترتی تھی تو پنجتنِ پاک کو بھی اِس کا علم ہوتا تھا۔ اِس گھر میں سوائے پنجتنِ پاک کے اور کوئی داخل نہیں ہے، اور اُن کی جو طہارت ہے، پاکیزگی ہے آپ سورہ نمبر ۳۳ اور آیت نمبر بھی ۳۳ ہے۔ اہلِ بیت کے بارے میں آیا ہے:

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳:۳۳)۔ خدا نے فرمایا ہے کہ اُن کو ہر لحاظ سے پاک کیا گیا ہے۔

اِس لئے وہ اِس نورانی گھر کے ممبر تھے اور جب پیغمبر سے محبت کی بات ہوتی ہے اُس محبت میں یہ حضرات بھی شامل ہیں۔ تو اِس لئے اُن کی محبت پیغمبر کی محبت ہے، اُن سے دشمنی پیغمبر سے دشمنی ہے جو میں نے ابھی ابھی حدیث عرض کر دی۔ تو یہ اِس کا کیا فائدہ مومنین کو؟ اِس کے اندر جو باطنی حکمت ہے یہ سمجھنا ضروری ہے۔ روایات تو ٹھیک ہیں لیکن روایات کے پیچھے اگر حکمت سمجھ میں آجائے تو دین میں جو باطنی حکمت ہے اُس کی بہت بڑی قدر ہوتی ہے، دین کوئی سطحی چیز نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کے بارے میں پیغمبر نے فرمایا ایک حدیث کے مطابق ہے کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر باطن کے اندر سات باطن ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق ستر باطن ہیں اور امام جعفر الصّادق نے فرمایا کہ مومنین اگر مجھ سے ستر سے بھی زیادہ باطنی معانی طلب کریں تو میں اِس سے بھی، ستر سے بھی زیادہ باطنی معانی میں اُن کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ تو پیغمبر کو کسی اجر کی کیوں ضرورت نہیں ہے؟ یہ بہت ہی ضروری بات ہے۔

تو میں ابھی اِس کا gist عرض کر رہا ہوں، لُبِ لُباب جسے کہتے ہیں۔ لُبِ لُباب یہ ہے کہ پیغمبر حضرات سب سے پہلے اپنے اپنے زمانے کے امام کی ہدایت کے مطابق، اپنے اپنے زمانے کے امام کی ہدایت کے مطابق راہِ روحانیت پر چلنے لگتے ہیں اور چلتے چلتے روحانیت کی آخری منزل، final destination تک پہنچ جاتے ہیں۔ پہنچ جاتے ہیں وہاں اُن کی زندگی کا جو سب سے بڑا purpose ہے وہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اِس مقام کو حظیرۂ قُدس، sacred sanctuary، یا معراج کہتے ہیں اور معراج میں آخری دیدار ہوتا ہے خدا کا اور اُس مقام پر یہ عظیم روحیں خدا میں فنا ہو جاتی ہیں، فنا فی اللہ کے مرتبے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اِس کی طرف حضرتِ مولانا سلطان محمد شاہ نے Memoirs کے آخری paragraph میں اشارہ کیا ہے: [۶]

"Life in the ultimate analysis has taught me one enduring lesson. The subject should always disappear in the object"

یہ تمام پیغمبروں کو ہوتا ہے۔ یہاں پر subject جو ہے روحانیت کا مسافر ہے اور object جو ہے وہ خدا کی ذاتِ پاک ہے۔ اِس کے بعد اُن کی آگے پیچھے کی جتنی تمنائیں ہیں وہ سب کی سب پوری ہو جاتی ہیں۔ اِس کے بعد اُن کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ تو پھر واپسی دُنیا پر آتے ہیں، تو واپسی دُنیا پر آنے کا، خدا کی شکر گزاری کے طور پر آتے ہیں۔ اُن کی زندگی میں اور کوئی مقصد نہیں ہوتا ہے۔ جس ذاتِ پاک نے اُن کو اتنا عظیم مرتبہ دیا تو پھر اُس کی شکر گزاری کس طرح کی جائے؟ یہ خدا اِس شکر گزاری کے لئے اُن کو واپس دُنیا میں بھیج دیتا ہے، جس قوم میں وہ پلے ہیں، جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں اور جس قوم کی ظاہری زبان وہ جانتے ہیں، نہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ پیغمبروں کے لئے خدا نے فرمایا اَرْسَلَ، دوسرا لفظ ہے بَعَثَ۔ اَرْسَلَ سے رسول ہے اور بَعَثَ سے مبعوث ہے، م، ب، ع، و، اور، ث۔ دونوں کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ تو خدا نے اِن پیغمبروں کو کہاں سے بھیجا؟ کسی اور ملک سے تو اُن کو نہیں بھیجا ہے، اور جس قوم کو ابھی وہ بلاتے ہیں وہ اُسی ہی قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ تو عرض یہ ہے کہ خدا نے اُن کو حظیرۂ قدس یا معراج کے جگہ سے اُن کو دُنیا میں بھیجتا ہے، یہ بھیجنے کا لفظ جو ہے ظاہری طور پر نہیں ہے۔ کوئی بھی پیغمبر کسی اور ملک سے جا کر دعوت نہیں دی ہے، جس قوم میں پیدا ہوتے ہیں اُسی قوم کو دعوت دیتے ہیں۔ یہ پیغمبروں کے بھیجنے کا جو لفظ ہے، اصطلاح ہے وہ روحانی لحاظ سے ہے۔ تو اِس لئے مومنین و مومنات آپ اندازہ کیجئے، ابھی اِن حضرات کے لئے کسی ظاہری reward کی کیا ضرورت پڑے گی جبکہ خدا نے اُن کو ہر لحاظ سے دیا ہے۔ سب سے بڑی عظیم طاقت اُن کو معجزات کی طاقت ہوتی ہے۔ معجزات کی طاقت فنافی اللہ کے بعد کسی کو نصیب ہوتی ہے، کہتے ہیں اُس سے پہلے کسی عام آدمی کو معجزہ کی طاقت حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تو یہ پنجتنِ پاک، یہ تمام جو ہے روحانیت میں سب معراج کے درجے پر روحیں فائز ہوتی ہیں اور وہاں پر پہنچ کر روحانی لحاظ سے اُن کے اندر پاکیت پیدا ہوتی ہے۔ تو اِس لئے خدا نے پیغمبر کے ساتھ جس طرح پیغمبر دُنیا میں آئے، آپ نے دیکھا کہ کیا کہا مدینہ میں پیغمبر کے اُمّت میں سے چند مومنین نے؟ کہ ہم گمراہ تھے، ہم کو تیرے ذریعے سے ہدایت ملی، ہم دُنیا میں ذلیل تھے، ہم غریب تھے، ہم بےنوا تھے، آپ کے ذریعے سے ہم کو دولت ملی، اور بہت سی دوسری برکتیں جو ہیں پیغمبر کی ذات سے ملتی ہے۔ تو اِس سے جو ہے ظاہری برکتیں بھی ملتی ہیں اور اُس سے کہیں زیادہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی اُن کو برکت نصیب ہوتی

ہے اور یہ پیغمبر کے زمانے میں پیغمبر کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے تو پھر خدا کا کام تو یہ نہیں ہے کسی ایک زمانے کے لئے ایک ہادی کو مقرر کیا، اُن لوگوں کو ہر طرح سے نوازا اور پھر اُن کے دُنیا سے جانے کے بعد پھر لوگوں کو جو ہے بالکل حیران اور پریشان چھوڑ دے بغیر کسی ہادی کے، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ تو اِس لئے پیغمبر کے بعد ذی القربیٰ یا اہلِ بیت یا عترت، جو پیغمبر نے فرمایا کہ میں اپنے بعد جو ہے دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جاتا ہوں۔ یہ پوری دُنیائے اسلام کی مانی ہوئی حدیث ہے، سُنّی حضرات بھی مانتے ہیں، شیعہ حضرات بھی مانتے ہیں، یہ حدیثِ ثقلین کہتے ہیں۔[۷] ثقل ایک بھاری چیز کو کہتے ہیں اور ثقلین کے معنی دو بھاری چیزیں اور یہ بھاری بھی جسمانیت میں نہیں ہیں، یہ بھاری روحانیت میں ہیں۔ آپ نے سُن لیا ابھی ابھی کہ ایک آیت کے اندر ستر باطن ہوتے ہیں، اور زمانے کے امام جو ہیں وہ بھی تو جسمانی لحاظ سے کوئی heavy نہیں ہیں۔ عام جس طرح average ایک انسان ہوتا ہے اِس طرح جسم ہوتا ہے، لیکن امام heavy یہ ہے کہ اُس کے اندر پوری روحانی دُنیا جو ہے اُسی ذاتِ پاک میں سمائی ہوئی ہے اور قرآنِ کریم تاویل کی صورت میں heavy ہے، اُس کے بہت سارے معانی اندر ہیں۔ ظاہر میں تو کسی بڑے عظیم encyclopedia کے برابر نہیں قرآنِ کریم۔

تو اِس لئے یہ ذی القربیٰ کی محبت کیوں ضروری ہے؟ کہ جس طرح پیغمبر کے ذریعے سے اُس کے زمانے میں لوگوں کو ہدایت ملی، ہر ذریعے سے اُن کو برکات نصیب ہوئیں اور یہ رحمتوں اور برکتوں کا دروازہ خدا نے ہر زمانے کے لوگوں کے لئے کشادہ کر رکھا ہے، کھول کر رکھا ہے اور اِس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے اُن سے محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ محبت کی وجہ سے مومن آہستہ آہستہ اُن میں فنا ہو جاتا ہے اور اِس لئے مومن کے نزدیک، سامنے دو قسم کی فنا ہیں۔ ایک فنائے علوی ہے اور ایک فنائے سفلی ہے۔ جو زمانے کے امام کی ہدایت کے مطابق چلے، امام میں فنا ہو جائے تو یہ اُس کی علوی فنا ہو گئی، اوپر سے اوپر جاتا ہے درجات سے، لیکن اگر کوئی بدنصیب روحانی راستے کو چھوڑ کر، خداوندی ہدایت کو چھوڑ کر نفسِ امّارہ کے پیچھے پڑتا ہے اور خواہشات کے پیچھے، دُنیا کی معمولی خواہشات کے پیچھے پڑتا ہے تو انسان کو جو مرتبہ دیا گیا ہے اُس سے بھی وہ نا اُمید ہو جاتا ہے اور یہ سفلی فنا ہے، نیچے کی طرف۔ تو اِس لئے بالآخر ذی القربیٰ یا اہلِ بیت سے یا عترتِ رسول سے محبت کرنے کا آخری مقصد یہ ہے کہ اُن سے محبت کرنے کے نتیجے میں اُن کو علوی فنا حاصل ہو گی اور پھر مومنین و مومنات جو ہیں دُنیا کے ہر قید و بند سے آزاد ہوں گے۔ تو جس paragraph کا میں نے حوالہ دیا کہ مولا کیا فرماتے ہیں؟ مومنین جب rapt meditation میں جاتے ہیں، جو ہدایت اُن کو دی گئی ہے، جو اسم اُن کو دیا گیا ہے اُس بندگی میں آگے بڑھیں تو دُنیا میں جتنے زنجیریں ہیں،

bonds ہیں اُن سب میں اُس کو آزادی مل جاتی ہے، And finally مولا کیا فرماتے ہیں؟[۸]

"itself becomes the eternal"

یعنی مومنین ومومنات میں سے ہر ایک زمانے کے امام کی ہدایت پر چلنے کے نتیجے میں، اُس سے محبت کرنے کے نتیجے میں اُن کے ساتھ مل جاتا ہے، اور اِس سے بڑی سعادت کیا چاہئے مومنین ومومنات۔ مولا ہم سب کی دستگیری فرمائے!

Transcribed by: Meherangez Azeem Ali

Proofread/Edited by: Azeem Ali Lakhani

Karachi, Pakistan. 24th January, 2023.

حواشی

[۱]: سیدنا قاضی نعمان، **دعائم الاسلام**، تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی (بیروت، ۱۹۵۱)، حصۂ اول، ص ۱۶

[۲]: سیدنا قاضی نعمان، **کتاب الھمۃ فی آداب اتباع الائمۃ**، تحقیق الدکتور محمد کامل حسین (بیروت، ۲۰۰۲ء)، ص ۴۰، نیز دیکھیے: مضمون: ''کتاب الھمۃ باب نمبر ۲ (اردو ترجمہ)'' در کتاب: شہدِ بہشت، از علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی، صص ۴۵-۵۱

[۳]: ایضاً

[۴]: ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی اور رشیدہ نور محمد ہونزائی، اہل البیت الاطہار فی الاحادیث النبویۃ (کراچی، ۲۰۲۰ء)

[۵]: سیدنا قاضی نعمان، **کتاب الھمۃ فی آداب اتباع الائمۃ**، تحقیق الدکتور محمد کامل حسین (بیروت، ۲۰۰۲ء)، ص ۴۰، نیز دیکھیے: مضمون: ''کتاب الھمۃ باب نمبر ۲ (اردو ترجمہ)'' در کتاب: شہدِ بہشت، از علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی، صص ۴۵-۵۱

[۶]: حضرت امام سلطان محمد شاہؑ، The Memoirs of Aga Khan (لندن، ۱۹۵۴)، ص ۳۳۵

[۷]: ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی اور رشیدہ نور محمد ہونزائی، اہل البیت الاطہار فی الاحادیث النبویۃ (کراچی، ۲۰۲۰ء)، ص ۸۵

[۸]: حضرت امام سلطان محمد شاہؑ، The Memoirs of Aga Khan (لندن، ۱۹۵۴)، ص ۳۳۵

Global Lectures Series 02

Lecture 03: Ayah-yi Bay'ah

Date: 22 May 2022

Lecture by: Dr. Baḥru'l-ʿulūm *ṣāḥib*

یا علی مدد تمام سُننے والے بھائیوں بہنوں کے حضور میں! علیٔ زمان کی نورانی تائید سب کی شاملِ حال رہے اور مولا توفیقاتِ ظاہری اور باطنی سے سب کو نوازے۔ الحمد للہ! یہ جو ہفتے میں ملاقات ہو رہی ہے یہ مولا کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ تو مؤمنین و مومنات آیۂ بیعت کے سلسلے میں آپ نے سُنا کہ زمانے کے ہادیٔ برحق نے global language کے اندر خود اُس کو define کیا ہے کہ اُس کی کیا شرائط ہیں مومن کے اوپر، کس طرح امام کی فرمانبرداری کرنی ہے، اُن کو submit کرنا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ تعلیم آپ کے سامنے بالکل روشن ہے، لیکن کیا ہے کہ جہاں تک ہمیں دوسری ہماری انسانی برادری کے ساتھ ہمیں دلیل دینی ہو، اپنے پاک مذہب کی حمایت میں دلائل اگر دینے ہوں تو یہ کافی نہیں ہے کہ ہم اپنے زمانے کے امام کے فرامین سے حوالے دیں یا گنان سے حوالے دیں یا صرف ہم اپنی اسماعیلی داعیوں کی کتابوں سے حوالے دیں۔ تو اِس کے لئے جب دوسروں کے ساتھ دلیل دینی ہو تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو چیز ہمارے اور دوسرے ہمارے بھائیوں کے درمیان جو common ہے، جو مشترک ہے اُس کی بنیاد پر دلیل دینی چاہیئے۔ چنانچہ دو بنیادی باتیں: جو کسی مذہب پر ہی نہیں مانتے ہیں اُن کے ساتھ اگر دلیل دینی ہو تو simple جو logic ہے جو universal ہے جس کو تمام مانتے ہیں، اُس کی بنیاد پر ہمیں دلیل دینی چاہیئے، اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اگر دلیل دینی ہے تو جس مذہب کے ساتھ جو اُس کا follower ہے، اُس کا پیرو ہے اُن کے ساتھ اُنہی مآخذ یا sources، اُن کے اور ہمارے درمیان جو کتابیں مشترک ہیں اُن کی بنیاد پر دلیل دینی چاہیئے اور جہاں تک اسلامی برادری کا تعلق ہے تو اسلامی برادری کے ساتھ ہمیں اپنے دین کو ثابت کرنا ہے تو اُس کے لئے بہترین جو source ہے وہ خدا کی آخری کتاب ہے، وہ قرآنِ کریم ہے، اُس کی بنیاد پر ہمیں اپنے دلائل کو، اپنے اعتقاد کو ثابت کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ اِس سے آپ کے اندر نورِ یقین میں اضافہ ہو جائے گا۔ اگر آپ دلیل میں پھنس گئے، قرآن سے کوئی دلیل نہ دے سکے، حدیث سے کوئی دلیل نہ دے سکے تو ہمارے دل کے اندر ایک قسم کا doubt یعنی شک پیدا ہوگا اور

شک جو ہے دین اور ایمان میں بہت بڑی بیماری سمجھی جاتی ہے۔ اِس کو مرضِ روحانی کہتے ہیں۔ دین کے اندر شک، اِس کو روحانی مرض کہا جاتا ہے یعنی یہ مرض ایسا ہے کہ ظاہر میں دکھائی نہیں دیتا ہے۔ جس طرح جسمانی مرض ہے، ظاہری بیماری ہے اُس کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے لیکن جو روحانی مرض ہے اُس کا تعلق عقل سے ہے اور عقل کو جو ہے عام ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا ہے، لیکن آپ میں سے کوئی ہوشیار ہو، دین میں اچھا علم رکھتا ہو تو بات چیت کے دوران آپ کو معلوم ہو گا کہ ایسا شخص جو ہے وہ باطنی طور پر مرض میں، بیماری میں گرفتار ہے۔

تو اِس لئے ہماری یہ مشترکہ یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہم اپنے مقدس دین کو ثابت کرنے کے لئے اور سب سے زیادہ اپنے دین میں یقین پیدا کرنے کے لئے۔۔۔۔ بحث کرنے کا زمانہ ختم ہو گیا ہے، ضروری نہیں ہے کہ ہم دوسروں سے بحث کریں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا time جو ہے دوسروں کے ساتھ صَرف نہ کریں بلکہ اپنے اندر یقین پیدا کریں، وہ جو ہے سب سے بڑی دولت ہے اور اِس سلسلے میں آج آیۂ بیعت کے سلسلے میں ان شاء اللہ قرآنِ کریم کی روشنی میں بات چیت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تو سب سے پہلے آیۂ بیعت کا لفظ جو ہے عربی زبان میں اِس کے لئے دو الفاظ ہیں۔ ایک لفظ ہے **بیعه**، تو اِس کو پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ آپ عربی style سے پڑھنا چاہیں تو اِس کو **بیعه** پڑھتے ہیں۔ جس طرح آپ نے دیکھا کہ ہمارے constitution میں بھی امامِ حیّ وحاضر نے خود **بیعه** کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اِسی طرح دوسرے بہت سارے الفاظ ہیں، اُمّت کی جگہ **اُمّه**، شریعت کی جگہ **شریعه**، اِسی طرح بیعت کی جگہ **بیعه**، لیکن یہی لفظ جب فارسی میں، اُردو میں یا ترکی میں، ایسی زبانوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اُس کے لئے بیعت کہتے ہیں، 'ت' کے ساتھ۔ تو یہ جو ہے ایک لفظ **بیعه** ہے یا بیعت ہے اور دوسرا لفظ جو ہے **مبایعه**، یہ دوسرا لفظ ہے بیعت کے لئے، ایک ہی root سے۔ اِس کو عربی زبان میں **مفاعله** کہتے ہیں، بابِ **مفاعله** یعنی عربی زبان میں بہت سے میزان ہیں، ترازو ہیں، زبان تولنے کے لئے۔ دُنیا کی بہت ہی logical زبان ہے عربی زبان۔ تو کوئی بھی لفظ **مبایعه** یا **مفاعله** کے وزن پر آتا ہے تو اُس کے اندر دو اشخاص کے درمیان contract کی بات ہوتی ہے، اُس میں ایک کے معنی نہیں ہوتے ہیں، دو کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی mutual آپس میں relation ہوتا ہے جو بھی کام ہوتا ہے اور اِس کی اصل root: **باع یبیع**، **باع**: ب۔ا۔ع۔ اور، **یبیع**: ی۔ب۔ی۔ع۔ **باع یبیع**، یہ عربی زبان میں اِس کو لُغتِ اضداد کہتے ہیں، یہ technical نام ہے، لیکن بہت مفید نام ہے، آپ اِس کو یاد فرما لیجئے۔ لُغتِ اضداد،

ل۔غ۔ت، یہ لُغت، اور اضداد۔ا۔ض۔د۔ا۔اور۔د۔لُغتِ اضداد یعنی ایک ایسا لفظ جس کے opposite معنی ہوتے ہیں تو opposite معنی کیا ہوں گے؟ اِس کے دو معانی ہیں۔ایک معنی اِس کے بیچنے کے ہیں، باع: اُس نے بیچ ڈالا، اور اِس کے opposite معنی ہیں خریدنا یعنی اِس کے اندر بیک وقت بیچنے کے معنی بھی ہیں اور خریدنے کے معنی بھی ہیں۔جس طرح عربی میں لفظِ مولا ہے، جو لفظِ مولا ہے اُس کے معنی مالک کے بھی ہیں، master کے بھی معنی ہیں اور ساتھ ساتھ غلام کے معنی بھی ہیں۔تو ایسی صورت میں کیا ہوتا ہے، وہ معنی مقرر کرنے کے لئے context کو دیکھا جاتا ہے۔ **بیعه یا مبایعه** میں جو mutual relationship ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اِس کے اندر کتنی بڑی حکمت ہے اور یہ حکمت یہ ہے اِس کے اندر کہ بیعت یا **مبایعه** اصل میں خدا کے لئے ہے۔قرآنِ کریم میں آپ نے دیکھا کہ ہم نے بہت سی آیات کے حوالے دئے ہیں، خدا کے ساتھ انسانوں کا جو بھی relation ہے وہ براہِ راست نہیں، directly نہیں ہے، indirectly ہے، اِس کو بالواسطہ کہتے ہیں۔بلاواسطہ کے معنی directly، بالواسطہ کے معنی ہیں indirectly۔

تو قربان جائیں آپ سب سے کہ خدا کے ساتھ انسانوں کا جو رشتہ ہے وہ بلاواسطہ یا directly نہیں ہے۔اِس لئے تو آپ نے وسیلہ کے بارے میں آپ نے پہلے ہی سُن چکے ہیں، آخر خدا اور بندوں میں جو وسیلہ کا قانون ہے، intermediary کا جو قانون ہے، اگر براہِ راست خدا کے ساتھ رشتہ ممکن ہوتا تو پھر وسیلے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ (۳۵:۵)

قرآنِ کریم میں ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے بندوں اور خدا کے درمیان جو وسیلہ ہے اُس کی تلاش کرو اور اِسی کے لئے آپ دیکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں حبل اللہ = خدا کی رسّی کا تصور ہے کہ دُنیا میں خدا کے نور کی ایک مثال خدا کی رسّی سے دی گئی ہے، اور یہ صاحبِ نور دُنیا میں جو ہیں وہی وسیلہ ہے، وہی خدا اور بندوں کے درمیان خدا کی رسّی ہے۔نہیں تو ایسی رسّی کس نے دیکھا ہے کہ لٹک رہی ہے عرشِ معلّٰی سے لے کر زمین تک؟ کہ لوگ جائیں اور اُس کو پکڑیں اور اُس کے ذریعے سے خدا تک پہنچیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ سب مثالیں ہیں۔تو قربان جائیں جس طرح آپ نے دیکھا کہ ہم نے وسیلہ کے مضمون میں ہم نے دیکھا کہ خدا کا یہ وسیلہ بندوں اور اپنے مابین جو مقرر کیا ہے یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔اِسی طرح خدا کی آیۂ بیعت جو ہے، اطاعت کا جو ہے اُس میں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ براہِ راست نہیں ہے، خدا کا تصور ہے اور درمیان میں پیغمبر کا تصور ہے، لیکن خدا تک براہِ راست رسائی نہیں ہے۔پیغمبر جسمانی طور پر دُنیا سے چلے گئے ہیں تو خدا اور رسول دونوں کی جگہ پر قائم کرنے

والے دُنیا میں اولی الامر ہیں اور یہی وسیلہ ہیں اور ہم نے آیۂ ولایت میں بھی دیکھا:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (۵:۵۵)

کی آیت جو ہم نے پڑھی اُس کے اندر بھی ولایت جو ہے سب سے پہلے خدا کی ہے، لیکن براہِ راست خدا کی نہیں ہے۔ اُس کے لئے پیغمبر کی ولایت چاہئے، پھر پیغمبر کی آل کی ولایت چاہئے۔ یہی بات آیۂ بیعت کے اندر بھی ہے کہ بیعت اصل میں خدا کے لئے ہے لیکن ان شاء اللہ ابھی آپ دیکھیں گے کہ یہ براہِ راست نہیں ہے اور ہماری جو مقدس دُعا ہے اُس میں ہمارے اماموں نے قرآنِ کریم کے جن آیات کا انتخاب کیا ہے، جن آیات کو چُن لیا ہے روزانہ دُعا کے لئے، وہ بنیادی آیات ہیں اور اُن بنیادی آیات میں سے ایک آیۂ بیعت ہے، جو دُعا کے چوتھے حصّے میں ہے۔ تو اِس کے اندر آپ دیکھ لیجئے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ (۴۸:۱۰)

پیغمبر سے خدا عز وجل خطاب فرماتے ہیں، یقیناً جو حضرات آپ کی بیعت کرتے ہیں، وہی بیعت خدا کی بیعت ہوتی ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (۴۸:۱۰)

یقیناً یہ بیعت جو آپ کی کی جاتی ہے، یہ بیعت آپ کی نہیں ہے، آپ تو صرف وسیلہ ہیں اور یہی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ پھر مزید تشریح فرما رہے ہیں:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِم (۴۸:۱۰)

خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ کیا آپ نے تاریخِ اسلام میں کبھی یہ پڑھا ہے کہ کسی جگہ پر اِس طرح ذکر آیا ہو کہ خدا نے اپنا مقدس ہاتھ stretch کیا۔۔۔؟ ایسی بات کسی نے بھی نہیں سُنی ہے، اسلام میں جتنے بھی مکاتیبِ فکر ہیں کسی مکتب میں بھی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ مقدس ہاتھ پیغمبر کا ہاتھ تھا، اِسی ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ قرار دیا، اِسی کو وسیلہ کہتے ہیں۔ ابھی مزید تشریح خود اِس آیت کے اندر ہے کہ بیعت کی حقیقت کیا ہے، اِس کی شرائط کو مکمل کرنے سے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں؟ اب یہاں پر آجائیے کہ بنیادی طور پر خرید وفروخت یہ جو خدا اور بندے کے درمیان ہے وہ کس چیز کی خرید وفروخت ہے؟ یہ خرید وفروخت قرآنِ کریم میں ایک اور اہم آیت ہے، یہ سورہ نمبر ۹ ہے اور آیت نمبر ۱۱۱۔ تو اِس کے اندر یہ خرید وفروخت کا ذکر ہے۔ کیا فرماتا ہے خدا؟

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی (۹:۱۱۱)۔ یقیناً خدا نے خرید لیا۔

آج کل تو آپ سب کے پاس یہ tablet ہوتا ہے، کتنا آسان ہوگیا ہے علم، آپ دیکھ سکتے ہیں اِس کے اندر اور بہت ہی اہم آیت ہے، بنیادی آیت ہے یہ بھی۔

إِنَّ اللّٰهَ۔ یقیناً

اِشْتَرٰی۔ الگ میں پڑھیں تو اِشْتَرٰی پڑھیں گے، ملا کر پڑھیں تو إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی پڑھیں گے، الف درمیان سے حذف ہوجاتا ہے۔

اِشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یہاں خریدار خدا ہے، purchaser خدا ہے، بیچنے والا بندہ ہے۔ تو خدا مومنین سے خرید لیتا ہے۔

أَنْفُسَهُمْ۔ انفس نفس کی جمع ہے۔ نفس جان کو کہتے ہیں اور انفس نفس کی plural ہے۔ خدا خرید لیتا ہے مومنین سے اُن کی جانوں کو۔

أَنْفُسَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ۔ اُن کی جانوں کو اور اُن کے مال کو خرید لیتا ہے، اور یہ بہت عجیب وغریب بات ہے کہ خدا ایک طرف فرماتا ہے کہ وہ اللہ الصّمد ہے، خدا جو ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ صمد، وہ ہستی جو کسی کا محتاج نہیں اور باقی جو کچھ بھی ہے وہ اُس کا محتاج ہے، یہ صمد کے معنی ہوتے ہیں۔ خدا ہر چیز سے بے نیاز ہے، کسی چیز کی اُس کو حاجت پڑی ہی نہیں۔ جب خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں، تو مومنین ومومنات سے اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو خریدنے میں آخر کیا حکمت ہے؟ حکمت اِس کے اندر روحانی درجات کا ہے۔ یہ خدا کی اپنی حاجت کے لئے نہیں، بلکہ وہ ایک مشفق ماں باپ کی طرح اپنے بندوں کے روحانی درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے لیکن درجات کو بلند کرنا بغیر کسی امتحان کے ممکن نہیں، وہ steps ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا اور بالآخر جو ہے وہ کوئی مکان ہے تو اُس کی چھت پر پہنچ جاتے ہیں۔ اِسی طرح خدا اپنے بندوں کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے اور اُس کے لئے خدا نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے امتحان لے اور یہ امتحان کا مقصد جو ہے خواہ ظاہری، جسمانی ہو یا روحانی ہو، ہر امتحان کا مقصد جو ہے درجات کو بلند کرنا ہے۔ یہی بات اِسی آیت میں ہے:

بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (۹:۱۱۱)

خدا مومنین ومومنات سے اُن کی جانوں کو اور مالوں کو خریدتا ہے تا کہ اُس کے بدلے میں اُن کو جنت دے۔

جنت ابدی راحت کو کہتے ہیں اور یہ قرآنِ کریم میں آیا ہے کہ جنت ایک ایسی جگہ ہے کہ جس میں مومنین ومومنات کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ جنت میں مومنین ومومنات کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے، اُس بلند مقام کو عنایت کرنے کے لئے خدا اپنے بندوں سے یہ امتحان لیتا ہے اور امتحان میں کامیابی کے بعد اُس کو یہ بلند درجہ نصیب ہوتا ہے۔ اب جو سُستی سے کام لے اُس کا کیا حشر ہوتا ہے، وہ ہم دوبارہ آیۂ بیعت میں جا رہے ہیں۔

فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ

خدا کے لئے پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت دینے کے بعد اِس میں کیا agreement ہوا تھا؟ جب مومن اپنی جان اور مال کو خدا کے لئے unconditionally بغیر کسی شرط کے absolute sense میں خدا کے لئے حوالے کر دیتا ہے، submit کر دیتا ہے، یہی شرط ہے اور یہی روایت ابھی تک خدا کا جو دین ہے، دینِ حق ہے دُنیا میں جاری اور ساری ہے۔ پیغمبر کے بعد خدا اور پیغمبر کا جو جانشین ہے دُنیا میں، جو آلِ رسول ہے دُنیا میں ہمیشہ، اُن کے ہاتھ پر جب بیعت دی جاتی ہے تو اُس کا مطلب یہی ہے کہ حضرت مولانا سلطان محمد شاہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کیا فرماتے ہیں؟

عزت، آبرو، جان، مال، اولاد، جو کچھ بھی ہے وہ دین کی خاطر قربان کرنا ہوتا ہے، یہ مومن کی ایک علامت ہوتی ہے۔

تو فرماتے ہیں کہ یہ شرط خدا کے ساتھ باندھنے کے بعد:

فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ

جو اِس میں کامیاب نہیں ہوتا ہے، اِس شرط کو بھول جاتا ہے تو پھر اِس میں، اِس agreement میں، اِس معاہدے میں نقصان خدا کا نہیں ہوتا ہے، اُس کا اپنا نقصان ہوتا ہے، لیکن اُس کے برعکس، پہلے بات ہو چکی ہے:

وَمَنْ أَوْفٰی

یہ أَوْفٰی کا لفظ وفا سے ہے۔ وفا عام اُردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

وَمَنْ أَوْفٰی۔ لیکن جس شخص نے اِس وعدے کو پورا کیا، وفاداری سے کام لیا، loyalty کا آپ نے لفظ سُنا نا مولانا حاضر امام نے کیا فرمایا اُس کے اندر۔

وَمَنْ أَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللهَ۔ لیکن جس شخص نے اُس عہد کو، اُس وعدے کو، اُس contract کو پورا کیا جو اُس نے

خدا کے ساتھ کیا ہے تو کیا ملے گا اُس کو؟

فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔ اُس کو دیا جائے گا، greatest reward۔ ایک معمولی reward بھی نہیں، اجر نہیں، بہت بڑا اجر اُس کو دیا جائے گا اور بہت بڑا اجر کیا ہوگا مومن کے لئے؟ وہی ہے جہاں اُس کی ہر مراد پوری ہو جاتی ہے، اور ہر مراد پوری ہو جانے کا جو مقام ہے وہ جنت ہے۔

تو قربان جائیں تو آپ نے دیکھا یہ آیۂ بیعت کی ایک چھوٹی سی تشریح ہے، لیکن سب سے جو اہم بات اِس کے اندر کیا ہے کہ جو میں نے شروع ہی میں عرض کیا کہ خدا نے یہ جو قوانین مومنین کی بھلائی کے لئے مقرر کئے ہیں، خدا کا قانون جو ہے ہمیشہ اِدھر اُدھر بدلتا نہیں ہے۔ بیچارہ انسان کا قانون بدلتا ہے، اُس کی عقل میں تبدیلی آتی ہے، progress ہوتی ہے جس کے لحاظ سے وہ اُسی کے مطابق سوچتا ہے، لیکن خدا کا جو علم ہے، اُس کی جو حکمت ہے اُس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہے، اِس لئے ازل سے لے کر ابد تک: **لا تبدیل لسنت اللہ**۔ خدا کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

تو خدا نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو جن عظیم مراتب کے ساتھ اپنے اور بندوں کے درمیان اُس کو وسیلہ مقرر کیا تھا، خلیفہ مقرر کیا تھا، خدا کی وہ خلافت ہمیشہ چلتی رہی ہے۔ اگر خدا کسی وقت کے لئے ایسا خلیفہ جو رحمت، کرامت، معرفت کا source ہو، منبع ہو، ذریعہ ہو اور ایک ایسا وقت بھی ہو کہ جس میں خدا انسانوں کو بغیر کسی ایسے وسیلے کے چھوڑ دے اور اپنی غریب عقلِ غریزی پر چھوڑ دے تو پھر کیا ہوگا؟ اُس زمانے کے لوگ کل قیامت کے دن خدا سے کیا شکوہ کریں گے، شکایت کریں گے؟ کہ بارِ خدایا! ہم گمراہ اِس لئے ہوئے کہ تُو نے ہمارے لئے ہدایت کا کوئی وسیلہ مقرر نہیں کیا تھا۔ خدا کی خدائی میں کبھی ایسا نہیں ہوسکتا ہے اور قرآن کی کئی ایک آیات کے حوالے دیتے گئے ہیں کہ خدا کا نور کبھی بجھتا نہیں ہے، وہی وسیلہ ہے پیغمبر کے بعد، اور الحمدللہ آج آپ جو اُس وسیلے کے دامن گیر ہیں، اُس امامِ زمان کے دامن گیر ہیں، وہی امام جو خدا کا زندہ وسیلہ دُنیا میں ہے، اُس نے اپنے ارشاد میں کیا فرمایا ابھی ابھی آپ نے سُن لیا۔ Constitution میں مولا نے کیا ارشاد فرمایا ہے، اِس کے ساتھ ساتھ مولانا سلطان محمد شاہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اولی الامر کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے، اولی الامر بھی وہی وسیلہ ہے۔ یہ جو امتحان لیا جائے گا وہی اولی الامر کے ذریعے سے ہوگا، وہی تو خدا کا خلیفہ ہے اور پیغمبر کا خلیفہ ہے اور اِس سلسلے میں بہت ہی ایک تاریخی واقعہ جو ہے اسماعیلی دعوت کی تاریخ میں ہے، وہ پیر ناصرِ خسرو کا قصّہ ہے، میرے خیال میں وہ آپ سب سُنیں، وہ بہت ہی اِس کے اندر ہمارے لئے lesson ہے کہ پیر ناصرِ خسرو جو ہیں اپنے زمانے میں ایک ایسے

family سے آتے تھے جو بہت ہی well-to-do تھے، کھاتا پیتا جو خاندان تھا، ایک ایسا خاندان تھا تو ان کی بہت بڑی status تھی گورنمنٹ میں۔تو کہتے ہیں تقریباً ۴۰ سال تک اُنہوں نے فلسفہ study کیا۔اُس زمانے میں جو کچھ بھی فلسفہ تھا، تمام چیزیں اُنہوں نے study کی اور تقریباً کوئی علم اُس زمانے میں نہیں چھوڑا۔ اِس کے باوجود چونکہ وہ گورنمنٹ official تھے، اپنی کمزوری کا وہ برملا ذکر کرتے ہیں۔اُنہوں نے کبھی تقویٰ، پرہیز گاری کا دعویٰ نہیں کیا۔اپنے سفرنامے کے شروع میں کہتے ہیں:[۱]

قُوْلُوا الْحَقَّ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُم۔سچ بولو اگر یہ سچ بولنا تمہارے اپنے خلاف کیوں نہ ہو۔

اِس حدیث کے بعد وہ اُن کی کیا position تھی، بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اُنہوں نے ایک خواب دیکھا، وہ پیتے تھے اُس وقت تک۔خواب میں وہ بزرگ پیر ناصر سے فرماتے ہیں کہ اے ناصر! آخر کب تک تم یہ پیتے رہو گے؟ جاگنے کی کوشش کرو۔تو پیر ناصر اُن کو جواب دیتے ہیں کہ یا بزرگ! جو آپ فرما رہے ہیں دُنیا کے جو افکار ہیں، جو غم ہیں، جو فکر ہماری ہوتی ہیں اِس سے نجات کے لئے حکماء نے، دُنیا میں جو بڑے بڑے sages گزر چکے ہیں، حکماء جو گزر چکے ہیں شراب سے بہتر کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے۔اِس کو ہم بس ایک dose لگاتے ہیں اُس کے بعد ہم بھول جاتے ہیں دُنیا کے افکار کو۔تو یہ بزرگ فرماتے ہیں آپ نے حکماء کی بات کی، جو حکماء ہوتے ہیں وہ اپنے زمانے میں عقل میں بہت ہی advance ہوتے ہیں۔تو فرماتے ہیں کہ جو اصل حکیم ہو گا وہ کس طرح شراب جیسی چیز جس کے پینے سے انسان کی عقل ہی خراب ہو جاتی ہے تو کس طرح اُنہوں نے یہ recommend کیا ہے؟ پھر پوچھتے ہیں تو آپ میرے لئے کیا recommend کرتے ہیں؟ تو اُنہوں نے اشارہ کیا مغرب کی طرف۔تو مغرب اُس زمانے میں آپ کو معلوم ہے کہ جہاں پر بدخشان، بلخ اور اِن علاقوں سے قاہرہ جو ہے وہ مغرب کی طرف پڑتا ہے۔تو پیر فرماتے ہیں، اِس کے بعد کچھ اُنہوں نے نہیں فرمایا، وہاں سے غائب ہو گئے۔ عجیب وغریب اُن کی شخصیت تھی اور تلاشِ حق میں وہ بہت ہی فکر مند تھے۔ اُٹھے، وہاں سے جاگے اور صبح سویرے جو ہے وہ گورنمنٹ کی جو position تھی اُس سے resign دیا اور پھر ایک نوکر کے ساتھ جو ہے وہ اُس کی تلاش میں نکل گئے۔اُنہوں نے یہ سوچا کہ یہ خانۂ کعبہ کی طرف اشارہ ہو، میں ابھی میں حج کے لئے جاتا ہوں۔وہ حج کے لئے بھی گئے لیکن ظاہری طور پر کوئی اُن کو سکون نہیں ملا۔ ہوتے ہوتے جو ہے وہ قاہرہ پہنچ گئے، اب یہ قاہرہ کس طرح پہنچ گئے تھے؟ کہ قرآنِ کریم پر اُنہوں نے بہت ہی مطالعہ کیا تھا اور یہاں جو اپنا قصّہ جو ہے لمبا ہے لیکن اُس کا مختصر جو ہے کہ کس طرح اُنہوں

نے یہ سفر شروع کیا۔ تو فرماتے ہیں کہ:

یک روز بخواندم ز قرآن آیۂ بیعت

کہتے ہیں ایک دن میں قرآن پڑھتے پڑھتے اِس آیۂ بیعت پر میں پہنچ گیا، اِس آیۂ بیعت نے اُن کی زندگی کو کس طرح change کیا، میں اُس کی یہاں پر آپ کو کچھ مختصر عرض کر رہا ہوں۔

یک روز بخواندم ز قرآن آیۂ بیعت

کایزد بقرآن گفت کہ بُد دستِ من از بر [۲]

کہتے ہیں قرآنِ کریم میں آیا ہے کہ پیغمبر دُنیا میں وسیلہ تھے۔ خدا نے اِس طرح لکھا ہے کہ جس نے اُس پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کی تو اُس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ جو پیغمبر کا ہاتھ تھا اُسی ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اُس کے بعد پھر پوچھتے ہیں اپنے زمانے کے جو علماء تھے، تو آج ہم جو خدا کی بیعت کرنا چاہیں تو یہ ہاتھ کہاں ہے آپ مجھے بتا سکتے ہیں؟ تو علماء نے جو کہا اپنے زمانے کے، جو اہلِ ظاہر کے علماء تھے اُنہوں نے کہا، تو اُنہوں نے پوچھا:

گفتم کہ کنون آن شجر و دست چگونہ است

آن دست کجا جویم و آن بیعت و محضر [۳]

فرماتے ہیں کہ آج وہ جو ہاتھ ہے ہم کہاں اُس کی تلاش کر سکتے ہیں اور وہ جو اُس زمانے میں پیغمبر کو جو بیعت دیتے ہیں اِس قسم کے آج جو ہے وہ جماعت کہاں ہے اِس دُنیا میں؟ تو فرماتے ہیں کہ اُن علماء نے کہا کہ وہ نہ ہاتھ دُنیا میں باقی رہا ہے، نہ اُن جیسے لوگ ابھی باقی رہے ہیں، اُس زمانے میں سلمان تھا، ابوذر تھا، جعفر بن طیار تھا، اِس قسم کے جو صحابہ تھے وہ تو اُس زمانے میں تھے، اب وہ سب کے سب چلے گئے ہیں، ابھی دُنیا میں ایسا کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ تو پھر پیر ناصرِ خسرو اُس کو پھر فرماتے ہیں:

گفتم کہ بقرآن در پیداست کہ احمد

بشیر و نذیر ست و سراجست منوّر

کہتے ہیں لیکن کس طرح ممکن ہے کہ ایسا ہاتھ جو خدا نے مقرر کیا ہے دُنیا سے وہ غائب ہو جائے، ناپید ہو جائے حالانکہ خدا نے قرآن میں پیغمبر کے بارے میں فرمایا ہے:

يَآيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا وَّ دَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَ سِرَاجًا مُّنِيرًا (۳۳:۴۵-۴۶)

تو خدا نے پیغمبر کو سراجِ منیر قرار دیا ہے، ایک ایسا چراغ ہے کہ جو کبھی بجھنے والا نہیں ہے۔

گر خواہد کشتن بدہن کافر او را

روشن کندش ایزد بر کامۂ کافر

اگر کافر لوگ اُس چراغ کو بجھانے کی کوشش بھی کریں تو وہ چراغ جو ہے کبھی بجھا نہیں سکیں گے بلکہ خدا نے guarantee دی ہے کہ اُن کے ارادے کے خلاف جو ہے یہ چراغ ہمیشہ روشن رہے گا۔ تو کہاں ہے وہ ہاتھ؟

مادستِ کی گیریم و کجا بیعتِ یزدان

تا ہمچو مقدم بدہد دادِ موخر

آج وہ ہاتھ ہم کہاں تلاش کریں تا کہ آج کے جو مسلمان ہیں اور پیغمبر کے زمانے میں جو مسلمان تھے دونوں برابر ہوں، دونوں میں انصاف ہو، ایسا نہ ہو کہ اُن کو تو ایسی دولت نصیب ہوئی اور ہم بیچارے جو ہیں وہ گمراہ بھٹک رہے ہیں۔

ما جرم چہ کردیم نزادیم بدان وقت

یہ بہت اہم ہے یہ۔ ہم نے کون سا ایسا گناہ کیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہم اُس زمانے میں پیدا نہیں ہوئے ہیں اور ہم ایک ایسے زمانے میں پیدا ہوئے؟

محروم چرا ئیم ز پیغمبر و مضطر [۴]

آج اُس پیغمبر سے ہم نا اُمید کیوں ہیں اور ہماری یہ بُری حالت کیوں ہے کہ ہمیں ہدایت دینے کے لئے، رہبری کے لئے کوئی نہیں اور ہم خدا کی بیعت کرنا چاہیں تو اُس جیسا ہاتھ جو ہے آج ہمارے سامنے موجود نہیں ہے، یہ کیوں ہوا؟ ہم نے کون سا ایسا گناہ کیا؟

تو اِس کے بعد جو ہے پھر تلاش کو جاری رکھا اور پھر جو ہے وہ قاہرہ پہنچ گئے۔ وہاں پر سیّدنا المؤیّد فی الدّین شیرازی سے بات چیت کی اور پھر اُن کو رضوان یعنی پیغمبر کا جو gate keeper ہے اُس کو اُن کے برابر سمجھتے ہیں کہ یہ وہ ہستی تھی کہ جو جنت کے رضوان کی وہ حیثیت رکھتا تھا۔ اُنہوں نے تعلیم دی، جو اُن کے سوالات تھے سب سوالات کے جواب دئے۔ پھر امام کے حضور تک پہنچایا، امام کی بیعت کی جو خدا کی بیعت تھی اور پھر وہاں سے جو ہے وہ اُن کو حجت کے مقام پر امام نے قائم کیا اور اُس

کی وجہ سے آج جو دُنیا میں دو بڑی جماعتیں ہیں۔ایک تو پیر صدرالدّین کی جو دعوت تھی وہ ابھی تک دُنیا میں زندہ ہے اور دوسری بڑی دعوت جو پیر ناصرِ خسرو کی پورے بدخشان اور ہونزہ، چترال، یہ تمام areas میں اُن کی جماعت ہے آج دُنیا میں بلکہ نمبروں کے لحاظ سے میرے خیال میں شاید آج پیر ناصرِ خسرو کی جماعت جو ہے ابھی تک جو ہے وہ خصوصاً فارسی speaking جماعت آج دُنیا میں بڑی سمجھی جاتی ہے۔ابھی تک اُن کا نام روشن ہے اور اُن کے لئے یہ ہدایت جو مل گئی تھی اِس آیۂ بیعت کے ذریعے سے ملی ہے۔

الحمدللہ ہمیں اور آیۂ بیعت کی جو فضیلت ہے وہ زمانے کے ہادیٔ برحق نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام کی مبارک بیعت کے ذریعے سے ہمیں ظاہری، باطنی برکتوں کا سلسلہ جاری ہے۔مولا ہم سب کو اِس صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے، آمین یا ربّ العٰلمین۔

Transcribed by: Meherangez Azeem Ali

Proofread/Edited by: Azeem Ali Lakhani

Karachi, Pakistan. 19th February, 2023.

حواشی

[۱]: سیدنا ناصر خسرو، سفرنامہ، تحقیق محمد دبیر سیاقی (تہران، ۱۹۸۴ء)، ص ۲

[۲]: سیدنا ناصر خسرو، دیوان، تحقیق حاجی سید نصراللہ تقوی (تہران، ۱۳۶۷ شمسی/۱۹۸۸ء)، ص ۱۷۳

[۳]: ایضاً

[۴]: سیدنا ناصر خسرو، دیوان، تحقیق حاجی سید نصراللہ تقوی (تہران، ۱۳۶۷ شمسی/۱۹۸۸ء)، ص ۱۷۴

Global Lectures Series 02

Lecture 04: Ayah-yi Ita'ah

Date: 07 August 2022

Lecture by: Dr. Baḥru'l-ʿulūm *ṣāḥib*

الحمدللہ، الحمدللہ۔ تو آپ نے اِس کا اندازہ کیا کہ اِس آیت کی کتنی اہمیت ہے، یہاں تک کہ اُس زمانے کا امام، اُس جامے میں، حضرت مولانا سلطان محمد شاہ نے خود اِس کے بارے میں تحریر فرمایا ہے[۱] اور الحمدللہ اِس کی مزید وضاحت ہوتی رہے گی۔ کیونکہ اِس کا خاص تعلق امامت کی دائمیت سے ہے، continuity of Imamat سے ہے، اور یہ اسماعیلی دعوت کی جان ہے۔ اِس تصوّر کے بارے میں فرمایا کہ یہ امامت جو ہے وہ دعوتِ حق کا centre ہے، اِس لئے مولا نے centrality of Imamat پر زور دیا ہے۔ تو اِس لئے اِس کو اچھی طرح سے سمجھنے سے دین کے اندر جو دوسرے بہت سارے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، امام شناسی مکمل نہ ہونے کی وجہ سے، تو ان شاء اللہ اُس کے سمجھنے سے دوسرے مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

تو پہلے میں اِس آیت کو پڑھتا ہوں اور پھر اُس کے بعد جو ہے جو کچھ ہم سے ہو سکے اِس کو analyse کرنے کی کوشش کریں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ (۵۹:۴)

یہاں تک تو آپ سب دُعا میں روزانہ تین مرتبہ دُعا میں اِس کو سنتے ہیں اور اُس کے معانی بھی مشکل نہیں ہیں، سمجھتے ہیں لیکن اِس کے بعد ایک اور دوسرا حصّہ ہے اِس آیت کا۔ تو بہت حضرات کا ایسا خیال ہے کہ پیچھے جو حصّہ ہے وہ ہمارے favour میں نہیں ہے تو اِس لئے ہم نے آیت کے اِس حصّے کو چھوڑ دیا ہے اور جو حصّہ ہمارے favour میں ہے اُس کو ہم نے لے لیا ہے، ایسا نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں جتنی آیات ہیں وہ سب جو ہیں وہ امامت کے favour میں ہیں، وہ دعوتِ حق کے favour میں ہیں تو اِس لئے آپ ان شاء اللہ اندازہ کریں گے کہ دوسرا حصّہ جو ہے وہ بھی امامت کی اثبات یعنی اُس کو ثابت کرنے کے سلسلے میں بہت ہی اہم ہے۔ تو دوسرا حصّہ اِس طرح ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (۵۹:۴)

تو پوری آیت کا ترجمہ اِس طرح ہے:

یٰآیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ۔جنہوں نے ایمان لایا ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ ۔خدا کی اطاعت کرو۔

یہ اَطِیْعُوا جمع کے لئے آتا ہے۔عربی میں جب اَطِیْعُ آتا ہے تو وہ ایک کے لئے، واحد کے لئے، singular کے لئے آتا ہے لیکن اُس کے بعد ''واو'' جب لگ جاتا ہے تو وہ جمع کے لئے ہوتا ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ ۔خدا کی اطاعت کرو۔

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو اولی الامر ہے۔

تو یہاں پر یہ مِنْکُمْ جو ہے بہت ہی اہم حصّہ ہے۔یہاں مِنْکُمْ کے معنی پیغمبر کے زمانے سے لے کر پیغمبر کے دور کے ختم ہونے تک دُنیا میں جو بھی مومنین و مومنات دُنیا میں آئے ہیں اُن سب سے یہ خطاب ہے۔یہ address صرف پیغمبر کے زمانے کے مومنین تک محدود نہیں ہے بلکہ جس طرح زمانہ بڑھتا جائے گا اُس زمانے میں جو مومنین و مومنات پیدا ہوں گے اُن تمام سے یہ خطاب ہے، قرآنِ کریم کا یہ خطاب ہے کہ وہ اولی الامر جو تمہارے اپنے زمانے میں ہے۔تو اِس لئے دعوتِ حق میں یعنی اسماعیلی مذہب میں جو حاضر جامہ ہے اُس کی ہدایت جو ہے سب سے important ہے۔کتابِ ہفت باب میں جس داعی نے یہ کتاب لکھی ہے وہ بہت ہی عجیب وغریب ایک sentence ہے، کیا فرماتے ہیں اُس کے اندر؟ [۲] دُنیا میں ایسا شخص ہو جو شروع سے لے کر اپنے زمانے تک جتنے انبیاء ہوئے ہیں، جتنے اَئمّہؑ پاک ہوئے ہیں اُن سب کو اُس نے پہچانا ہے، تاریخ میں پڑھا ہے اور اپنے زمانے تک جو امام ہوئے ہیں اُن کے بارے میں بھی پڑھا ہے اور اُن سب کو پہچانتا ہے لیکن حاضر جامے کو نہیں پہچانتا ہے، کیا فرماتے ہیں؟ تو پھر اُس بندے کی ساری محنت جو ہے وہ رائیگان، فضول چلی جائے گی کیونکہ اُس کا تعلق جو ہے اگلے اماموں سے اور پیغمبروں سے نہیں ہے، اُس کی زندگی کا تعلق اُس امام سے ہے جو اُس کے زمانے میں ہے۔تو یہ جو حقیقت ہے اِسی مِنْکُمْ کے اندر ہے۔خدا فرماتا ہے کہ تمہارے زمانے میں تمہارے اندر جو اولی الامر دُنیا میں حیّ و حاضر ہے آپ اُس کی اطاعت کریں۔تو اِس لئے آپ یہ مِنْکُمْ کا جو لفظ ہے اِس کی حقیقت پر زور دینے کی ضرورت ہے، یہ

آپ اچھی طرح سے سمجھیں۔ابھی فرماتے ہیں:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ ۔اگر تم لوگوں کے درمیان کوئی جھگڑا، فساد برپا ہو جائے کسی چیز کے بارے میں۔اب اِس جھگڑے کو حل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟

فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ ۔تو پھر اِس معاملے کو خدا اور رسول کی طرف پھیر دینا چاہیئے۔

اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ ۔اگر تم خدا میں اور آخری دن یعنی قیامت میں اگر ایمان رکھتے ہو۔

ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔ یہ طریقہ بہت ہی اچھا ہے اور تاویل کے لحاظ سے بھی یہ طریقہ جو ہے بہت ہی اچھا ہے۔

ابھی یہ جو ہے جو آیت کا جو دوسرا حصّہ ہے، اِس سلسلے میں ہم بعد میں پہنچیں گے۔یہ چیز کیا ہے جو فرماتے ہیں:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ (۴:۵۹)

یہ چیز جو ہے وہ انسان کے آپس کے جھگڑوں کے بارے میں ہے، کسی عام چیز کے بارے میں ہے یا اِس چیز سے مراد جو ہے وہ امامت ہے؟ تو اِس بارے میں ہم ان شاء اللہ بعد میں آئیں گے لیکن سب سے پہلے وہ تین قسم کی جو اطاعت ہے اُس کو سمجھنے کی بہت ہی ضرورت ہے۔تو سب سے پہلے آپ دیکھتے ہیں یہاں پر تین قسم کی اطاعت ہے۔اطاعتِ اللہ ہے، اطاعتِ رسول ہے اور اطاعتِ اولی الامر ہے۔اِن سے کیا مراد ہے؟ تو بزرگانِ دین نے اِس کی وضاحت کی ہے کہ اطاعتِ خدا یا اطاعتِ اللہ سے قرآن کی وہ آیات مراد ہیں جن کے اندر یہ کائنات وموجودات، یہ دُنیا اور اُس کے اندر جو چیزیں ہیں وہ کس طرح وجود میں آئیں، کس طرح خدا نے اُن کو پیدا کیا، اِس قسم کی آیات یہاں پر ہیں، اِن کا تعلق جو ہے خدا کے تصوّر سے ہے مثلاً دیکھئے، اور یہ آیات ہیں تو بہت واضح ہیں لفظی معانی لیکن پھر بھی اُن کے اندر جو معانی ہیں وہ بہت ہی پوشیدہ ہیں اندر اور اُن پر سوچنے کی بڑی ضرورت ہوتی ہے، تو خدا نے اِن پر زور دیا ہے کہ میری جو دُنیا ہے، کائنات ہے، زمین ہے، آسمان ہے اِن پر تم اچھی طرح سے سوچ کر نتائج نکالنے کی کوشش کرو، مثلاً کیسی کیسی آیات ہیں جو مفصلات میں ہیں، اُن میں سے میں صرف ایک دو کی میں بات کر رہا ہوں۔مثلاً قرآنِ کریم میں دو قسم کی creation ہے، دو قسم کی تخلیق ہے۔ایک تخلیق ایسی ہے جس میں time اور زمانہ لگ جاتا ہے، اِس سلسلے میں قرآنِ کریم میں آیا ہے:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (۷:۵۴)

اِس میں تقریباً ۱۱ تک آیات ہیں قرآنِ کریم میں یعنی خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ساتویں دن وہ عرش پر مساواتِ رحمانی کو قائم کیا۔ یہ جو creation ہے، تخلیق ہے یہ time اِس میں لگ جاتا ہے۔ چھ دن کام کرنے کے ہیں اور ساتواں دن جو ہے تخت پر بیٹھنے کا ہے تو ملا کر سات دن ہو گئے اور دوسری آیت ایسی ہے کہ جس میں تخلیق میں کوئی وقت نہیں لگتا ہے مثلاً یہ آیت جو ہے سورۂ بقرہ میں ہے، سورہ نمبر ۲ ہے اور آیت نمبر ۱۱۷ ہے۔ اِس میں خدا فرماتا ہے:

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (۲:۱۱۷)

یعنی خدا وہ ذاتِ پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو آنکھ کے جھپکنے سے بھی پہلے، twinkling of an eye، جس کو کہتے ہیں، یعنی instantly، فی الفور، بغیر کسی زمانے کے پیدا کیا۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر اِن دو آیتوں میں بہت تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک آیت میں خدا جب پیدا کرنا چاہتا ہے تو ارادہ فرماتا ہے اور چیزیں وجود میں آتی ہیں، اُس میں کوئی time نہیں لگ جاتا ہے اور دوسری آیت ایسی ہے کہ جس میں time لگ جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ خدا جو چیزوں کو فی الفور، instantly پیدا کر سکتا ہے اُس کو time لگانے کی کیوں ضرورت پڑتی ہے؟ تو یہ بڑے بڑے مسائل ہیں، یہ قرآنی آیات میں جو مفصلات ہیں اُن کے اندر ایسی آیات آتی ہیں۔ اِن پر سوچنے کے لئے خدا دعوت دیتا ہے اور ایسی آیتوں کی وضاحت کے لئے تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاویل کے بغیر اِن کو سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اِس لئے پیغمبر نے شروع ہی سے تنزیل کے ساتھ تاویل کے لئے اپنا اساس، اپنا وصی مقرر کیا اور ہر ناطق نے ایسا کیا، حضرتِ آدم سے لے کر حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم تک، کیونکہ تاویل کے بغیر قرآن کے مطالب کبھی حل نہیں ہو سکتے۔ اِس کے بعد اطاعتِ رسول، اطاعتِ رسول سے مراد ایسی چھوٹی چھوٹی آیات ہیں جو مختصر تو ہیں، لیکن اُن کی nature ایسی ہے، اُن کی خصوصیت ایسی ہے کہ ہر زمانے میں اُن کی وضاحت بدلتی جا رہی ہے۔ تو اِس قسم کی شریعت کو شریعتِ وَضعی کہا جاتا ہے، و۔ض۔ع۔ اور۔ی۔ اچھا، مثلاً اس میں کیسی کیسی آیات ہیں؟ طہارت کے بارے میں، یعنی وضو وغیرہ کرنے کے لئے اِس کا ذکر تو قرآن میں ہے لیکن کس طرح طہارت کرنی ہے اِس کا ذکر قرآن میں نہیں۔ اِس کی وضاحت پیغمبر نے کی اپنے زمانے کے لحاظ سے۔ اِسی طرح اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (۲:۴۳) ہے۔ نماز قائم کرو اور زکات دو۔ نماز کا ذکر تو ہے لیکن کس طرح نماز پڑھنی ہے اِس کا ذکر قرآن میں نہیں۔ مثلاً تکبیر سے شروع کر کے قیام ہے، رکوع ہے، سجود ہے، سلام ہے، یہ اِن چیزوں کی تفصیل قرآنِ کریم میں نہیں ہے، اِن کی تفصیل بھی پیغمبر نے کر دی۔ اِسی طرح زکات کا ذکر ہے، زکات ادا کرو، یہ تو

ہے قرآن میں، لیکن زکات میں سونے سے، چاندی سے کس قسم کی زکات ہونی چاہئے، اُونٹ، گائے، بھیڑ، بکریاں، اُن کی زکات کس طرح ہونی چاہئے، کھیتوں سے جو فصل پیدا ہوتی ہے اُس کی زکات کس طرح ہونی چاہئے، یہ تفصیلات قرآن میں نہیں ہیں اور اِس قسم کی دوسری جو چیزیں ہیں سب کی تفصیلات جو ہے، حج کی ہے، جہاد کی ہے، یہ سب پیغمبر فرماتے ہیں۔ ایسی آیات کا نام مجملات رکھا گیا ہے، یعنی آیتیں تو ہیں لیکن اُس میں تفصیل نہیں ہے اور تفصیل بتانے کا کام پیغمبر کا ہوتا ہے اور میں نے گزارش کی کہ اِن کی تفصیل جو ہے پیغمبر نے اپنے زمانے کے لحاظ سے کی اور پیغمبر نے یہ نہیں فرمایا کہ دیکھو آج میں جو وضاحت کر رہا ہوں اِس کے اندر ٹس سے مس ہونے کا نہیں ہے اور یہی میری جو وضاحت ہے قیامت تک چلتی جائے گی، اِس طرح نہیں ہے۔ پیغمبر نے کیا کیا؟ فرمایا میں اپنے بعد اُمّت کی ہدایت کے لئے دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں، ایک تو خدا کی کتاب ہے اور دوسری بھاری چیز میری عترت ہے اور یہ دونوں حوضِ کوثر تک پہنچیں گی [۳] یعنی قیامت ہونے تک یہ سلسلہ جاری اور ساری رہے گا اور پھر پیغمبر کی جو عترت ہے تاویل کے ذریعے سے اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے دعائم الاسلام یا ارکانِ اسلام جو اسماعیلی دعوت میں سات ہیں، یعنی امام محمد باقر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے روایت ہے: [۴]

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی سَبْعِ دَعَائِم۔ یعنی اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے سات ستونوں پر۔ اِن میں سب سے پہلے ولایت ہے، اُس کے بعد طہارت ہے، اُس کے بعد صلوٰۃ ہے، پھر زکات ہے، اور روزہ ہے، حج، اور جہاد۔ اِن ارکانِ اسلام کی وضاحت ہمیشہ بدلتی رہتی ہے اور یہ بدل کر ہدایت دینا یہ اولی الامر کا کام یعنی پیغمبر کی عترت کا کام ہوتا ہے۔ تو ابھی بات آرہی ہے اطاعتِ اولی الامر۔ اطاعتِ اولی الامر سب سے جامع، most comprehensive اور سب سے important ہے، کیونکہ اِس کا تعلق صرف ایک زمانے سے نہیں بلکہ اِس کا تعلق ہمیشہ کے لئے نورانی ہدایت سے وابستہ ہے، خدا کا جو نور رہے اُس نورانی ہدایت سے اطاعتِ اولی الامر وابستہ ہے۔ اب اِس سلسلے میں دیکھئے کچھ وضاحت اِس کی ہونی چاہئے۔ جب ہم خدا کی اطاعت کی بات کرتے ہیں تو خدا کا تصوّر دُنیا میں بہت سے لوگوں میں پایا جاتا ہے لیکن صرف خدا کے تصوّر سے کسی کو نجات نہیں ملتی ہے۔ کسی کو صرف تصوّر سے معرفت حاصل نہیں ہوتی ہے لیکن دینِ اسلام میں خدا کی معرفت بہت ضروری ہے، پہچان۔ تصوّرات الگ الگ ہیں، کوئی ایک خدا کو مانتا ہے، کوئی دو کو مانتا ہے، کوئی تین کو مانتا ہے، کوئی اِس سے بھی زیادہ کو مانتا ہے۔ تو اِس لئے اصل حقیقت کیا ہے، اُس کو سمجھانے کے لئے ہم نے پہلے وسیلہ کا تصوّر ہم نے discuss کر لیا ہے۔ خدا نے ایک وسیلے کو بھیج دیا ہے تاکہ یہ وسیلہ لوگوں کو خدا کی حقیقی معرفت سمجھا سکے اور معرفت کی importance کے بارے میں مولانا

مرتضیٰ علی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:[۵]

اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُہٗ۔مولا کا یہ کلام نہج البلاغہ کے شروع شروع میں ہے۔

اَوَّلُ الدِّیْنِ مَعْرِفَتُہٗ ۔ دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے۔ پس خدا کی معرفت کو سکھانے کے لئے اسلام کے جو بنیادی کلمات ہیں، دو کلمات مثلاً کوئی صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے تو اِس سے کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا ہے جب تک مُحَمَّدُ الرسول اللہ کا اقرار نہ کرے۔تو مسلمان بننے کے لئے دو شہادتوں کی ضرورت ہے۔ اِن دو کو شہادتین بھی کہتے ہیں۔خدا کی شہادت ہونی چاہئے اور خدا کی معرفت کس نے سکھائی، اُس teacher کا نام بھی ہونا چاہئے، اِس لئے پیغمبر دُنیا میں سب سے بڑا teacher ہے۔

توقربان جائیں، دیکھئے اِس کے بعد ترقی ہوگئی، خدا کے تصوّر کے ساتھ کوئی ایک پیغمبر کو بھی مان لے تو بھی اُس کو نجات کی اُمید ہے، لیکن پیغمبر کی جو اطاعت ہے آپ دیکھتے ہیں وہ محدود ہے، ایک محدود وقت کے لئے ہے، پورے دور کے لئے نہیں ہے۔ اُس کے بعد جس طرح پیغمبر نے فرمایا کہ اُنہوں نے دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں، اُن میں سے تو ایک قرآن ہے لیکن قرآن کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے اپنی عترت کی ضرورت ہے، تو قرآن کو complete صورت میں، مکمل صورت میں سمجھنے کے لئے تو خدا کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کے بعد بھی ایک اطاعت کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنے زمانے کی، مِنْکُمْ جو ہم نے ابھی ابھی وضاحت کی کہ تمہارے اپنے دور میں جو اولوالامر ہے اُس کی اطاعت۔

توقربان جائیں تو یہاں آکر چونکہ یہ اطاعت کسی محدود وقت کے لئے نہیں ہے، جب تک دُنیا و مافیھا ہے یہ اطاعت جاری وساری رہے گی۔تو اِس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ اولی الامر کی اطاعت کتنی ضروری ہے، کتنی اہم ہے۔تو قربان جائیں ابھی یہاں تک تو بات ہوگئی لیکن ابھی خود جب ہم اطاعت کی بات کررہے ہیں اُس کی کیا شرائط ہیں؟ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے، پہلے بھی ہم اِس پر discuss کر چکے ہیں کہ خدا کی کوئی عبادت، بندگی، خدا کے لئے کوئی بھی کام بلاواسطہ نہیں، بالواسطہ ہے، directly نہیں indirectly ہے۔خدا کا جو direct تعلق ہے وہ صرف انبیاء وائمّہ سے ہے، باقی جتنے ہیں اُن کے لئے خدا نے وسیلہ مقرر کرلیا ہے۔اُس وسیلے کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوتی ہے، اِن میں ایک مشہور آیت ہے سورہ نمبر ۴ اور آیت نمبر ۸۰، یہ بنیادی آیتیں یاد کرنا بہت ہی ضروری ہے، اِسی سے آپ کے دل میں روشنی پیدا ہوگی، یقینِ کامل پیدا ہوگا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ (۴:۸۰)۔اور جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی۔

اِس سے پہلے کئی آیات میں اِس طرح discuss ہوا ہے درمیان میں آیات کو لایا گیا ہے کہ جس طرح آیۂ بیعت میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہ (۱۰:۴۸)۔ اے رسول جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ ایسی اور بہت سے آیات میں ہیں۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۵۳:۳۔۴)۔ قرآن میں ہے کہ پیغمبر جو وحی بیان کر رہا ہے وہ اپنی ذات سے نہیں، تو جو کچھ خدا اُن کو فرماتا ہے اُسی کو وہ دُہرا رہے ہیں۔

تو الغرض یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا کی اطاعت directly نہیں، بلا واسطہ نہیں، واسطہ کے بغیر نہیں، بلکہ بالواسطہ ہے، وہ واسطہ کے ذریعے ہو رہی ہے۔ ابھی پیغمبر کی جو شان ہے کچھ اور آیات بھی ہیں، اُن میں سے ایک آیت سورۂ حشر کی ہے، ۵۹ اور آیت نمبر ۷۔ یہ آیت یاد کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیا فرماتا ہے خدا پیغمبر کی شان میں؟

وَمَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (۵۹:۷)۔ اور جو رسول آپ کو دے دیں اُسی کو لے لو۔

دین میں اپنی طرف سے، اپنے اختیارت سے چیزوں کو کرنے کی کوشش نہ کیجئے بلکہ خدا نے جس رسول کو وسیلے کے طور پر مقرر کیا ہے، جو خدا کی جگہ پر کام کر رہا ہے وہ جو تم کو دے اُس کو لے لو۔

وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (۵۹:۷)۔ اور جس چیز سے رسول تم لوگوں کو منع کرے اُس کو چھوڑ دو۔ پیغمبر کی authority کا آپ اِسی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کے احکام دو قسم کے ہیں، اوامر ہیں اور نواہی ہیں۔ اوامر کے معانی جو کرنے کی چیزیں ہیں، نواہی کے معانی نہ کرنے کی چیزیں ہیں اور اِن کا source دُنیا میں پیغمبر ہوتا ہے خدا کی جگہ پر۔ ایک اور زبردست آیت ہے، یہ سورہ نمبر ۴ اور آیت نمبر ۶۵، chapter 4 اور verse 65۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ (۴:۶۵)۔ کہتے ہیں تمہارے ربّ کی قسم! جب تمہاری اُمّت کے درمیان کسی چیز میں جھگڑا پیدا ہوا اور اُس جھگڑے کو حل کرنے کے لئے جب وہ لوگ آپ کو judge نہ بنا دیں تو تب تک وہ ایمان نہیں لاتے ہیں حقیقی معنوں میں۔ آپ کو judge بنا دیں اُس جھگڑے کو حل کرنے کے لئے پھر اُس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہوگا:

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۴:۶۵)۔ اور پھر آپ جو فیصلہ کریں اُس کو

ماننے میں اُن کے دلوں میں کوئی خلش نہیں ہونی چاہئے، کوئی چبھن نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ تیرے فیصلے کو وہ جان ودل سے تسلیم کریں، مان لیں۔

یہ پیغمبر کی authority کے بارے میں چند آیات کا ذکر ہے، ویسے تو اور بہت زیادہ ہیں اور میں نے ابھی ابھی عرض کر دیا کہ پیغمبر کی یہ authority ایک محدود وقت تک ہے لیکن خدا کی ہدایت دُنیا میں ہمیشہ جاری رہنے والی ہے اور اُس کا source ابھی پیغمبر کے بعد اولی الامر ہے جس کے بارے میں مولا نے خود فرمایا کہ اولی الامر کے معانی امام کے لئے ہیں، یا امام کہیں یا خلیفہ کہیں۔ اصل میں امام وہی ہوتا ہے جو خدا کا خلیفہ ہو اور خدا کا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو امام بننے کے قابل ہو، دونوں کے اصل میں معانی ایک ہی ہیں ہر چند کہ الفاظ الگ الگ ہیں۔

تو قربان جائیں ابھی بات جو ہے وہ آتی ہے اولی الامر پر۔ تو اولی الامر کی کیا authority ہونی چاہئے؟ تو جہاں خدا کی authority کا ظہور پیغمبر کے ذریعے سے ہوتا ہے اور پیغمبر کی authority کا ظہور اب امام کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ جو absolute power یعنی کُلّی اختیار جس طرح پیغمبر کو دیا گیا ہے وہی اختیار اولی الامر کو حاصل ہے۔ اِسی کی وجہ سے تو اسلام میں توحید قائم رہ سکتی ہے، وحدت قائم رہ سکتی ہے۔ اگر کسی کے پاس ایسا اختیار نہ ہو اور ہر کوئی اپنی اپنی وضاحت شروع کر دے اُس سے جو حشر ہو رہا ہے آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں، اسلام کی وحدت کبھی قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ اِس لئے خدا نے کیا فرمایا؟

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (۳: ۱۰۳)۔ تم سب کے سب مل کر خدا کی ایک ہی جو رسّی ہے اُس کو پکڑنے کی کوشش کر لیجئے۔ وہی رسّی، خدا کی رسّی، خدا کی نورانی رسّی، کوئی جسمانی طور پر تو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا ہے۔ ہاں، وہ تیسری بات میں رہ گیا، آخری جو اطاعتِ اولی الامر ہے اُس کے اندر کیسی کیسی آیات ہیں۔ اُس کے، اطاعتِ اولی الامر میں آیاتِ متشبہات، خدا سے جو منسوب ہیں وہ آیاتِ مفصلات ہیں، پیغمبر سے جو منسوب ہیں وہ آیاتِ مجملات ہیں، اولی الامر سے جو منسوب ہیں وہ متشبہات ہیں یعنی ایسی ایسی آیات ہیں کہ جن کے معانی ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں، اُن کے کئی ایک معانی نکل سکتے ہیں اور اُن میں سے کون سا معنی صحیح ہے اُس کا فیصلہ صرف اولی الامر کر سکتا ہے جس طرح خود خدا کی رسّی کا آپ دیکھ لیجئے۔ ظاہر میں تو کوئی خدا کی رسّی ابھی تک دکھائی نہیں دے رہی ہے، کسی نے بھی انسانیت کی تاریخ میں کبھی ایسی رسّی کو نہیں دیکھا ہے تو اِس کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ اِس وقت بھی اسلام میں کوئی اِس سے قرآن کو لیتا ہے، کوئی کیا لیتا ہے، کوئی اور بہت سی چیزیں لیتا ہے لیکن

خدا کا کلام جو پیغمبر کے ذریعے سے ملتا ہے اور اُن کے بعد اولی الامر کے ذریعے سے ملتا ہے جو خدا کے کلام کا منبع ہے، source ہے اُن کے فرمانے کی وجہ سے، اُن کے فیصلے کی وجہ سے ہی توحید باقی رہ سکتی ہے۔ تو یہ مراتبِ اطاعت، ابھی میں اِس بات کی وضاحت سے پہلے میں عرض کر چکا ہوں، آیت کا جو آخری حصّہ جو میں نے عرض کیا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ (۵۹:۴)۔ اگر تمہارے درمیان کسی چیز کے بارے میں اگر کوئی جھگڑا ہو تو پھر اس جھگڑے کو خدا اور رسول کی طرف پھیر دو یعنی قرآن کو دیکھو اور پیغمبر کی جو احادیث ہیں، احادیثِ صحیحہ، جو صحیح احادیث ہیں اُن کو دیکھو۔

اب یہ فِیْ شَیْءٍ کے بارے میں دُنیائے اسلام میں اختلافات ہیں۔ جو دعوتِ حق ہے، جو شیعہ اسلام ہے اُس میں کُلّی طور پر جس چیز کے اندر اُمّت میں جھگڑا پیدا ہوا، اُس سے مراد دُنیا کی کوئی معمولی چیز نہیں ہے، یہ چیز امامت کی ہے یا اِس کو آپ خلافت کہنا چاہیں، خلافت بھی کہہ سکتے ہیں اور پیغمبر کی رحلت کے بعد جو ہے اِس سلسلے میں کہتے ہیں کہ بلکہ پیغمبر کو جسمانی طور پر دفنایا بھی نہیں گیا تھا اُس وقت سے خلافت اور امامت کے درمیان، کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ ابھی دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ نہیں، اِس سے مطلب کوئی دوسری چیز بھی ہوسکتی ہے جس کے بارے میں ہم فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں یعنی اختیار رکھتے ہیں۔ اِس میں کبھی لوگ دُنیا کے بادشاہوں کو بھی سمجھتے ہیں، کوئی جو لشکر کے سردار ہوتے ہیں اُن کو بھی لیتے ہیں اور کچھ حضرات جو ہیں عام علماء کو بھی لیتے ہیں۔ ابھی آپ اندازہ کیجئے کہ اِس صورت میں بھی کیا اسلام کی توحید unity باقی رہ سکتی ہے؟ خود دُنیا کے فی الحال کے بادشاہوں کو دیکھئے، بادشاہ ہوں یا صدر ہوں اسلامی ممالک کے، کتنی unity ہے اِن تمام صدور کے درمیان؟ اور الگ الگ ملکوں میں ہماری اچھی خاصی فوج ہے اُن کے سرداروں میں کتنی unity ہے اور پھر علمائے کرام پر آجائیں، وہ جب فیصلے کرتے ہیں کس طرح ایک دوسرے کے خلاف فتوے لکھے جارہے ہیں! یہ تو کسی سے پوشیدہ نہیں، لیکن جہاں امام کا تصوّر برقرار ہے، دعوتِ حق میں امام الحاضر ہے، الموجود ہے آپ وہاں پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے، چین سے لے کر امریکہ تک جہاں بھی مومنین ہیں کیا امام کا ایک ہی فرمان کافی نہیں ہے اُن کی unity کے لئے؟ تو اِس لئے آپ اندازہ کیجئے کہ یہاں پر فِیْ شَیْءٍ سے مطلب دُنیا کی کوئی معمولی چیز نہیں ہے، معمولی چیز میں بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا ہے اور بڑے بڑے جو مطالب ہیں روحانیت کے وہ بات اور ہے۔ تو اِس لئے قربان جائیں آپ سب سے یہاں ہمارے بزرگانِ دین نے جو وضاحت کی ہے یہاں فِیْ شَیْءٍ سے مراد نظریۂ امامت ہے کہ پیغمبر کے بعد اُس کا جانشین کس کو ہونا چاہئے، اِس بارے میں

قرآنِ کریم کیا فرماتا ہے، پیغمبر نے خود کیا فرمایا ہے، تو بہت سی آیات آپ پہلے جان چکے ہیں، آیۂ ولایت:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (۵:۵۵)

یہ پوری آیت ابھی آپ کو یاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (۵:۶۷)

اِس سلسلے میں پیغمبر کو ایک تپتے ہوئے میدان میں رُکنے کی کیوں ضرورت پڑی اور وہاں پر پیغمبر نے کیا کیا؟ ایسے موقع پر مدینہ تک جانے کے لئے بھی پیغمبر ڈر گئے کیونکہ خدا نے warning دی:

وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (۵:۶۷)۔ اگر تُو نے یہ پیغام نہیں پہنچایا تو گویا تُو نے رسالت کا کام ہی نہیں کیا۔

اور بہت سی آیات ہیں، تو پیغمبر نے کیا فرمایا؟

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ [۶] یہ تو بہت بعد کی بات ہے بلکہ اِس سے پہلے جب پیغمبر نے حضرتِ مولانا عبدالمطلب کی اولاد کو جب دعوت دی تھی اُس موقع پر کیا پیغمبر نے فرمایا؟ کہ ہاں، یا علی تُو ہی میرے وارث ہیں، وصی ہیں، میرے اخی ہیں، میرے ولی ہیں۔ [۷] ابھی الحمدللہ، background میں آپ کے پاس ایسی بہت سی آیات جمع ہیں۔ تو اِن کو refer کرنے کا یہاں مراد ہے:

فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ۔ خدا کی طرف اور پیغمبر کی طرف refer کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ کریم کو دیکھا جائے اور پھر پیغمبر نے کس طرح وضاحت کی ہے اور practically کس طرح پیغمبر نے demonstrate کیا اور کس طرح دُعا کی پیغمبر نے: [۸]

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ۔ بارِخدایا! تُو اُس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھتا ہے۔

وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ اور اُس کا دشمن بن جو علی کا دشمن بنتا ہے۔

وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ۔ چھوڑ دو اُس کو جو علی کو چھوڑ دیتا ہے۔

وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ۔ اور مدد کر اُس کی جو علی کی مدد کرتا ہے۔

وَ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَار۔ اور حق کو اُس طرف پھرا دو، اُس جانب پھرا دو جس طرف مرتضیٰ علی اُس طرف جا رہے ہیں۔ حق، سچائی، سچائی کوئی ہستی دِکھا سکتی ہے، ایسی کوئی abstract چیز نہیں ہے حق جو آپ جا کر اُس کو پکڑ لیں اور پھر اسی حق

کی مزید وضاحت میں پیغمبر نے فرمایا:

علی مع الحق و الحق مع علی ۔علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔

تو یہ ہوئی قربان یہاں، یہ آیت جو کچھ حضرات نے طعنہ دیا ہے کہ چونکہ یہ اسماعیلیوں کے favour میں نہیں ہے اِس لئے دعا میں اِس کو چھوڑ دیا گیا ہے، ایسی بات نہیں ہے۔ یہ بھی نورِ امامت کی شان میں ہے اور وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی اِس سلسلے میں جھگڑا پیدا ہو جائے تو اُس کا حل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ بجائے اِس کے آپس میں دلیل بازی کریں، قرآن کو دیکھیں، حدیث کو دیکھیں تو اِس سے اچھی طرح سے اِس بات کی وضاحت ہوگی۔

تو الحمد للہ تو یہاں پر میرے خیال میں مجھے ختم کرنا چاہئے، اِسی سے آپ نے اندازہ کیا کہ پیغمبر کے پاس جو authority تھی، جو آیتیں میں نے quote کی ہیں یہی اولی الامر کے بارے میں بھی ہیں کیونکہ وہی سلسلہ خدا کی اطاعت پیغمبر کے ذریعے، پیغمبر کی اطاعت اولی الامر کے ذریعے سے دُنیا میں جاری وساری ہے تو اُن آیات کو سامنے رکھ کر کہ دُنیا میں ہدایت کے لئے امام کی position کیسی position ہے، وہ مختارِ کُل ہے دین کا، وہ absolute اختیار اُس کے پاس ہے کہ جو نیک بخت ہے دُنیا میں اُس کے اختیار کے مطابق کام کرے گا اور جو بدنصیب ہے اُس کی مخالفت کرے گا۔ مولا خداوند تمام مومنین ومومنات کو بدنصیبی سے دور رکھے اور اُس کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Transcribed by: Meherangez Azeem Ali

Proofread/Edited by: Azeem Ali Lakhani

Karachi, Pakistan. 27th February, 2023.

حواشی

[۱]: اقتباس از "Foreword" تحریر کردہ حضرت امام سلطان محمد شاہؑ ، ماخوذ از کتاب: Muhammad - A Mercy to all the Nations، از الحاج قاسم علی (لندن، ۱۹۳۷ء)، ص ۱۴

[۲]: حسن محمود کاتب، ہفت باب (لندن، ۲۰۱۷ء)

[۳]: ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی اور رشیدہ نور محمد ہونزائی، اہل البیت الاطہار فی الاحادیث النبویۃ (کراچی، ۲۰۲۰ء)، ص ۸۵

[۴]: سیدنا قاضی نعمان، دعائم الاسلام (عربی)، تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی (بیروت، ۱۹۵۱)، حصۂ اول، ص ۲

[۵]: حضرت مولا مرتضیٰ علی، نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ا

[٦]: سیدنا قاضی نعمان، دعائم الاسلام (عربی)، تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی (بیروت، ۱۹۵۱)، حصۂ اول، ص ١٦

[۷]: ایضاً، صص ۱۵-١٦

[۸]: ایضاً، ص ١٦

Global Lectures Series 02

Lecture 05: Ayah-yi Amanah

Date: 21August 2022

Lecture by: Dr. Baḥru'l-ʿUlūm *ṣāḥib*

تو مومنین و مومنات! عزیز بھائیو اور بہنو! الحمدللہ پھر سے آپ کی ملاقات ہو رہی ہے، علیٔ زمان کی نورانی تائید سب کی شاملِ حال رہے۔ الحمدللہ آج کا جو مضمون ہے، topic ہے وہ ہے امانت، تو قرآنِ کریم میں امانت بھی ایک بہت بڑا topic ہے۔ آپ شاید پوچھیں گے کہ بہت سے topics آ گئے، سب کے لئے ہم نے اہمیت دی: یہ بہت بڑا topic ہے، آخر یہ سب کیوں؟ اِس کا اصل سبب یہ ہے کہ جتنے قرآنی مضامین ہیں، topics ہیں، subjects ہیں اِن کا جو relationship ہے، جو واسطہ ہے، اِن کے جو link ہیں وہ دُنیا میں نورِ امامت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چونکہ نورِ امامت کائنات و موجودات کی عظیم ترین حقیقت ہے، کہ جو بھی subject اِس حقیقت سے واسطہ رکھتا ہے، relationship رکھتا ہے تو وہ مضمون important کیوں نہ ہو؟ تو اِس لئے نورِ امامت جو ہے ایک دو مثالوں میں اُس کی تمام صفات بیان نہیں ہو سکتی ہیں۔ اِس لئے خداوندِ ربّ العزت قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ: ہم نے الگ الگ طریقوں سے حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

تو اِس لئے یہاں پر جو امانت کا مضمون ہے وہ جہاں نورِ امامت سے اِس کا تعلق ہے وہ بہت ہی اہم ہے، اور اِس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارے برحق اماموں نے قرآن کی جو سب سے اہم آیات تھیں جن کا تعلق نورِ امامت سے تھا اُن آیات کو ہماری مقدس دُعا میں شامل کیا گیا ہے تاکہ جماعت اُن کو سمجھیں اور زمانے کے امام کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرے، امام کی جسمانیت کو نہیں۔ امام کی جسمانیت کے پیچھے جو پڑے گا اُس کو گم جانے کا خطرہ ہے، اِس لئے ہمارے بزرگانِ دین نے دو بڑی اصطلاحات استعمال کی ہیں، کونِ مشابہت و کونِ مباینت۔ مشابہت similarity کو کہتے ہیں اور مباینت difference کو کہتے ہیں، امام جسمانیت میں دوسرے لوگوں کی طرح ہے ضرور لیکن حقیقت میں وہ دوسروں کی طرح نہیں ہے۔ تو اِس لئے یہاں جو امانت کا جو مضمون ہے وہ بھی بہت ہی اہم ہے اور ساتھ ساتھ یہ جاننا چاہیئے کہ قرآنِ کریم میں جب ایک subject کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس subject کو دو پہلوؤں سے بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی positive sense میں استعمال کیا جاتا ہے

اور کبھی negative sense میں۔ مثلاً قرآنِ کریم میں، ہماری مقدس دُعا میں جو آیت ہے قرآنِ کریم کی:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَ الرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۷:۸)۔

یہاں اصل میں ''وَ لَا تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ'' ہے لیکن جو ہے وہ عربی ادب کے لحاظ سے دو مرتبہ ''لَا'' نہیں لایا جاتا ہے، ایک ''لَا'' کو یہاں skip کیا گیا ہے۔ لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَ الرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

یہاں ظاہر میں negative sense میں استعمال کیا گیا، امانت کا ذکر نہیں ہے لیکن فرمایا گیا ہے کہ خدا اور رسول نے تمہیں جو امانتیں دی ہیں اُس میں خیانت مت کرو۔ خیانت جو ہے وہ امانت کا ضِد ہے، antonym جس کو کہتے ہیں اور قرآنِ کریم میں اِس طرح بھی آیا ہے:

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (۵۸:۴)

اور جن کی امانتیں ہیں آپ اُن کو اُن کی امانتیں واپس کر دو، ادا کر دو، لیکن یہاں پر جو آیۂ مقدس ہے دُعا میں اُس میں ظاہر میں خیانت کا ذکر ہے لیکن اُس کے اندر امانت کے معنی پوشیدہ ہیں۔

قربان جائیں آپ سب سے، یہاں پر سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ قرآن میں اور بھی آیات ہیں، اہم آیات امانت کے سلسلے میں لیکن مضمون جو ہے وہ بہت لمبا ہو جائے گا تو آج ہماری گزارش یہ ہوگی کہ یہ امانت کا جو aspect، جو پہلو ہے جو امامت سے متعلق ہے اُس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی کوشش کی جائے گی اور باقی جو پہلو ہیں وہ بعد میں جب ہم بڑے بڑے جو مضامین، جو ہمارے اُستادِ گرامی نے لکھے ہیں اور دوسرے بزرگانِ دین نے جو اپنی کتابوں میں لکھے ہیں جب وہ وقت آئے گا تو تب اِس کی مزید وضاحت کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اِس لئے آج کا جو مضمون ہے یہ امانت کا جو پہلو امامت سے متعلق ہے اِس کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے گا۔ تو سب سے پہلے یہاں جو قرآنِ کریم میں دو قسم کی امانتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو خدا اور رسول کی امانت ہے اور دوسری امانت انسان کی اپنی امانت ہے۔ یہ اپنی امانت کیا ہے، پہلے میں اُس کا ذکر کر رہا ہوں تا کہ خدا اور رسول کی امانت کے بعد اِس کا ذکر آئے گا تو اُس میں زیادہ وضاحت ہوگی۔ انسان کی کیا امانت ہے، اِس سلسلے میں آپ نے چند ایک قرآنی آیات پہلے سے سُن لی ہیں اور اِن قرآنی آیات میں انسان کا جو بہت ہی بلند مرتبہ ہے خدا نے جن جن bounties سے، favours سے، نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے اُن کا ذکر آیا ہے، اِس کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت

ہے وہ خداوندی نعمتیں انسان کے لئے کیا ہیں؟ تو ہم نے کئی مرتبہ اِس کا ذکر کیا ہے کہ خدا اپنے بندوں سے اُن کی جان اور مال کو خریدتا ہے لیکن اُس کے بدلے کیا کچھ مہربانی فرماتا ہے؟

إِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ أَنْفُسَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (۹:۱۱۱)

خدا اپنے مومنین سے اُن کی جانوں کو اور اُن کے مالوں کو خریدتا ہے اور اُس کے بدلے کیا دیتا ہے؟ وہ ابدی یعنی eternal life جو ہے جنت کی، paradise کی وہ اُن کے لئے مہربانی فرماتا ہے۔ یہاں جاننا ضروری ہے یہ conditional ہے یہاں پر اور جو بندہ اپنی جان اور مال کو خدا کو بیچنے کے لئے تیار نہ ہو اُس کو یہ جنت ملنے والی نہیں ہے۔ دوسری آیت جو دُعا میں ہے، آیۂ بیعت جو ہم نے کیا ہے اِس سے پہلے، اُس کے آخر میں آپ دیکھئے خدا فرماتا ہے کہ جس مومن یا مومنہ نے بیعت کی conditions کو مکمل کیا:

وَ مَنْ أَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْهِ أَجْرًا عَظِیْمًا (۴۸:۱۰)

اُس نے بیعت کے دوران خدا کے ساتھ جو عہد کیا ہے، جو covenant دیا ہے اگر اُس کو fulfill کرے تو اجرِ عظیم، بہت بڑا reward اِن کو مل جائے گا۔ یہ reward وہی ہے جس کا ذکر جنت کی صورت میں، paradise کی صورت میں آ گیا ہے۔ جو آیت ہے قرآن کی وہ (۹:۱۱۱) ہے۔ آیۂ بیعہ 48 سورہ اور 10 verse۔ ابھی ایک اور زبردست آیت اور ہے اِس سلسلے میں۔ یہ دوسری آیت ہے (۱۴:۳۴)۔ آیت اِس طرح ہے:

وَ اٰتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ (۱۴:۳۴)۔ یہ 'اٰتَا' کا لفظ جو phrase ہے عربی میں past کے لئے ہے۔ اور خدا نے تم کو پہلے سے دیا ہے۔ جو چیز بھی تم نے مانگی تھی وہ سب کی سب چیزیں تم کو دی گئی ہیں۔

یہاں پر ترجمے میں خیال رکھنے کی ضرورت ہے، یہ ہر چند کہ یہ past کی بات ہے، پھر بھی کچھ لوگ present کا جو ہے verb استعمال کرتے ہیں۔ Pickthall نے present tense کا verb استعمال کیا ہے، لیکن خوش قسمتی سے میر احمد نے صحیح translation کیا ہے، وہ ہماری اثنا عشری برادری سے ہے کہ خدا نے پہلے سے دیا ہے، دے گا نہیں، will give نہیں ہے، has given ہے۔ اچھا تو یہ بہت بڑی دولت انسان کو دی گئی ہے لیکن انسان جب روحانی دُنیا سے جسمانی دُنیا میں آتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا:

اَلنَّاسُ نِیَام۔ دُنیا میں جب لوگ آتے ہیں وہ مادّیّت کی وجہ سے روحانی دُنیا کو بھول جاتے ہیں اور وہ سونے کی حالت

میں ہوتے ہیں۔تواِس لئے خدا نے اِن روحوں کو جگانے کے لئے، خدا نے اپنے ایسے نمائندوں کو بھیجا ہے جن کے پاس نیند نہیں ہوتی ہے، slumber نہیں ہوتا ہے، نہ اونگھ ہے نہ نیند اُن کے لئے، وہ ہمیشہ جاگے رہتے ہیں۔ خدا نے ایک title اُن کو یہ دیا ہے کہ وہ شہدا ہیں، شہدا کے ایک معنی جو ہمیشہ جاگا ہوا ہے اور جو بھی حالات ہو رہے ہیں سب کو دیکھتا ہے، اُس کو کہتے ہیں۔تو خدا نے فرمایا ائمہّ طاہرین جو ہیں وہ لوگوں کے احوال کو دیکھتے ہیں اور دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ جاگے ہی رہیں، تو یہ صفت پیغمبروں کی اور اماموں کی ہے۔آنحضرت نے کیا فرمایا؟

تَنَامُ عَیْنَیَّ وَ لَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔[۱]

میری دو آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل کبھی سوتا نہیں۔

یعنی جسمانیت میں پیغمبر بھی آرام فرماتے ہیں، امام بھی آرام فرماتے ہیں لیکن اُن کا مطلب یہ نہیں ہے، اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ہماری طرح سوتے ہیں۔

تَنَامُ عَیْنَیَّ۔ میری دونوں آنکھیں میں بھی بند کر کے لیٹ جاتا ہوں لیکن جو دل ہے جو سب کو control کرتا ہے۔

وَ لَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔لیکن میرا دل کبھی سوتا ہی نہیں۔

یہی پیروں نے فرمایا: تیرا شاہ پیر کدی نہ سووے [۲]

تمہارا شاہ پیر جو ہے کبھی سوتا ہی نہیں ہے۔

تو اِس لئے جو دولت اُن کو دی گئی ہے وہ بھول جانے کا یہی خطرہ ہے تو اِس لئے اِن کو جگانے کے لئے اور اُن کو جو دولت دی گئی ہے اُن کو حاصل کرنے کے لئے خدا نے پیغمبروں کو، ائمہّ طاہرین کو امین کے طور پر اُن کو بھیجا گیا ہے۔ امین کے معنی ہیں وہ حضرت جن کے پاس لوگوں کی امانتیں، trusts رکھی جاتی ہیں۔ اِس لئے آپ انبیاء کی history پڑھیں، قرآنِ کریم میں دیکھیں۔قرآنِ کریم میں جن پیغمبروں کا ذکر ہے اور جنہوں نے دعوت دی ہے سب نے اپنی قوم سے یہ فرمایا:

إِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ أَمِیْنٌ (۲۶:۱۰۷) یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں۔یعنی خدا نے مجھے اِس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری امانتیں جو تم بھول چکے ہو اُس کو میں حفاظت سے اپنے پاس رکھوں اور آپ کو جگادوں کہ دیکھو خدا نے میرے پاس تمہاری یہ یہ امانت رکھی ہے۔

تو ابھی مجھے اُمید ہے کہ یہ بات بھی clear ہوگئی کہ انسان کی اپنی امانتیں کیا ہیں اور جب انسان خیانت کرتا ہے،

امانت سے کام نہیں لیتا ہے تو کیا انسان کا نقصان ہوگا، وہ ان شاء اللہ اِس کے بعد آئے گا۔ ابھی آپ حضرات نے اچھی طرح سے سمجھا ہوگا جو خدا فرماتا ہے کہ خدا اور پیغمبر کی امانتیں، یقیناً خدا اور پیغمبر کی دو الگ امانتیں تو نہیں ہوسکتی ہیں۔ جو پیغمبر کی امانت ہے وہی خدا کی امانت ہے، جو پیغمبر کی اطاعت ہے وہی خدا کی اطاعت ہے۔ ابھی اتنے جو lectures ہوئے ہیں آپ دانشمندی کے ساتھ اُس سے یقیناً یہ نتیجہ نکال چکے ہوں گے کہ خدا اور پیغمبر کی کون سی دو امانتیں تھیں، اُمّت کے لئے پیغمبر نے کون سی دو امانتیں چھوڑی تھیں؟ آپ یہ حدیث تو بارہا سُن چکے ہیں اور اِس کو بار بار سُننے کی ضرورت ہے۔ کیا فرمایا پیغمبر نے؟

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْن کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ فَاِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا مِنْ بَعْدِیْ ۔ [۳]

اِنِّیْ تَارِکٌ ۔ میں چھوڑتا ہوں

مِنْ بَعْدِیْ ۔ میرے بعد

فِیْکُم ۔ تمہارے درمیان

الثَّقَلَیْن ۔ دو بھاری چیزیں۔

دو بھاری چیزوں کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ لیکن یہ بھاری جسمانی صورت میں نہیں ہیں، یہ بھاری ہیں روحانی صورت میں اور یہ دونوں کیا ہیں؟ پیغمبر نے فرمایا:

کِتَابُ اللّٰہِ ۔ ایک تو خدا کی کتاب ہے۔

وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ ۔ اور میری اولاد ہے، عترت ہے جو میری اہلِ بیت ہے۔ یہاں اہلِ بیت سے مطلب پیغمبر کا نورانی گھر ہوتا ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ پیغمبر کے دو گھر تھے، ایک روحانی اور نورانی گھر تھا اور دوسرا جسمانی گھر تھا۔ جسمانی گھر میں پیغمبر کے ساتھ اُمہات المومنین، پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بیگمات بھی تھیں جن کو title ملا ہے کہ وہ مومنین کی مائیں ہیں۔ جو پیغمبر کا جسمانی گھر تھا اُس کے اندر یہ سب شامل تھے، اِس سے ہمیں کوئی انکار نہیں کرنا چاہئے تو خواہ مخواہ جو ہے ایک logic کو negate کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ البتہ وہ جو نورانی گھر تھا اُس کے لئے پیغمبر نے تخصیص فرمائی ہے کئی ایک جگہوں میں۔ قرآنِ کریم میں جہاں آیا ہے:

وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (۳۳:۳۳)

پیغمبر کے اہلِ بیت سے فرمایا گیا کہ خدا نے تم کو ہر طرح سے پاک کیا ہے۔

جن کو پاک کیا ہے وہ پنجتنِ پاک ہیں، پانچ ہستیاں تھیں، خدا کے نورانی گھر میں۔ اِس لئے جب پیغمبر نے اُمِّ سلمہ کے گھر میں یہ فرمایا: **هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِیْ**۔ مولا نا علی، حضرت بی بی فاطمہ، امام حسن، امام حسین اور خود آنحضرت کے بارے میں فرمایا، یہ میرے اہلِ بیت ہیں تو وہ پیغمبر کی اُمہات میں سے جو اُمہات المومنین میں سے تھیں، اُن کی بیگم تھی۔ یہ پھر پیغمبر نے جب اُن کے اوپر چادر اُڑا دی یہ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اندر آسکتی ہوں؟ پیغمبر نے فرمایا نہیں، تم بہت اچھی ہو، دین پر اچھی طرح سے چلنے والی ہو لیکن جہاں تک یہ مرتبہ ہے یہ پنجتنِ پاک کا مرتبہ ہے، آپ اِس کے اندر شامل نہیں ہیں۔ اِس سے مراد وہ روحانی گھر تھا، یہ نہیں کہ جسمانی گھر، جسمانی گھر میں تو وہ ضرور تھیں۔

توقربان جائیں، یہ خدا کی طرف سے اور پیغمبر کی طرف سے جو دو عظیم امانتیں ہیں ثقلین، دو جو بھاری امانات ہیں ایک تو خدا کی کتاب ہے اور دوسری اُس کی اہلِ بیت ہے یعنی عترت اور اہلِ بیت ہے:

فَاِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا مِنْ بَعْدِیْ۔ پیغمبر نے فرمایا اگر آپ اِن دونوں کو مضبوطی سے پکڑیں تو تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو جاؤ گے، نہیں تو گمراہی کا خطرہ ہے۔

تو اب آپ نے اندازہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے دو امانتیں، ایک خدا کی کتاب ہے اور دوسری پیغمبر کی عترت ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے، خدا فرماتا ہے کہ اِن دو امانتوں میں خیانت کرنے کی کوشش مت کرو۔ اِن کا جو حق ہے اِن کو دے دو اور اُس میں ناحق ہیں، اُن کے حق میں ٹانگ اڑانے کی کوشش مت کرو۔ اب سوال یہ ہوگا کہ قرآن اور اہلِ بیت کے بارے میں خیانت سے کیا مراد ہے؟ قرآنِ کریم میں خیانت کا سب سے جو اصل خیانت ہے وہ قرآنِ کریم کے معنی جاننے کا دعویٰ ہے، قرآنِ کریم کے معنی جاننے کا دعویٰ کیونکہ خدائے برحق نے اُن کی position کی وضاحت کی ہے کہ قرآن کی دو قسم کی آیات ہیں، محکمات ہیں، متشابہات ہیں اور خاص کر جو آیاتِ متشابہات ہیں اُن کا معنی سوائے راسخون فی العلم کے کوئی جانتا ہی نہیں۔ کچھ ابتدائی آیات سے تو یہ تصوّر ملے گا کہ خدا نے ہمیشہ کے لئے ایک ہادیٔ برحق کو دُنیا میں بھیجا ہے، اُس سے دُنیا کبھی خالی نہیں ہے، یہ ابتدائی قسم کی تعلیم جو ہے وہاں سے ظاہر ہے لیکن یہاں تک کام پورا نہیں ہوتا ہے۔ جو حقائق ہیں، جو بڑے بڑے راز ہیں خدا کے وہ آیاتِ متشابہات میں رکھے گئے ہیں اور آیاتِ متشابہات کے معنی یعنی تاویل، باطنی معنی:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ (۳:۷)

تو خدا فرماتا ہے کہ قرآن کی یہ تاویل ہے سوائے اللہ کے اور جو راسخون فی العلم ہیں اُن کے بغیر کوئی نہیں جانتا ہے۔

تو کیا مطلب ہوا اِس کا؟ کہ جو قرآن کے معنی جاننے کا دعویٰ کرے اہلِ بیت کے علاوہ تو اُس نے قرآن میں خیانت کی۔ امامت میں خیانت کے کیا معنی ہیں؟ امامت میں خیانت کے معنی اِس سے پہلے آیۂ اطاعت میں آپ پڑھ چکے ہیں اور review میں بھی اُس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ (۴:۵۹)

اگر لوگوں کو اولی الامر کے مرتبے کے بارے میں کچھ سمجھنے میں difficulty پیش آجائے، مشکلات پیش آجائیں تو پھر خدا کیا فرماتا ہے؟ آپس میں جھگڑے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپس میں جھگڑنے کی جگہ آپ قرآن کو دیکھیں اور حدیث کو دیکھیں تو آپ کو پتہ پڑ جائے گا کہ پیغمبر کے بعد کون امام تھا، کس کی ولایت کا ذکر آیا ہے اور ولایت دکھانے کے لئے پیغمبر نے کیا اہتمام کیا غدیرِ خُم میں اور پھر امام کی کیا شان ہوتی ہے، اُن کے بارے میں کیا فرمایا؟

انا مدينة العلم و علی بابها۔ [۴]

انا دار الحكمة و علی بابها۔ [۵]

باب کے معنی یہاں gate کے بھی ہوتے ہیں اور دروازے کے بھی۔ گھر ہے تو ترجمے میں دروازہ ہوگا لیکن جو شہر ہے وہاں ایک چھوٹا دروازہ تو نہیں ہوتا ہے، وہاں gate کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تو پھر پیغمبر اور امام کا کام تو کوئی اور business کے لئے دُنیا میں نہیں آئے ہیں، اُن کا کام ہی علم ہے:

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (۲:۱۲۹)

تو کئی مرتبہ یہ آیا ہے، پیغمبر کا کام دُنیا میں سکھانے کے لئے آیا تھا، نہ صرف ظاہری کتاب بلکہ کتاب کے اندر جو حکمت خدا نے رکھی، پوشیدہ اسرار وہ سکھانا پیغمبر کا کام تھا، اور کوئی business نہیں تھا پیغمبر کا اور جو پیغمبر کا جانشین ہوگا یقیناً اُس کے پاس بھی وہی علم ہونا چاہیئے اور پیغمبر نے تصدیق کی کہ میں علم کا شہر ہوں اور مرتضیٰ علی اُس کے gate ہیں، اور میں حکمت کا گھر ہوں اور مرتضیٰ علی اُس کے دروازے ہیں۔ پھر فرمایا:

فَمَن أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔ [٦] اور جس کو علم چاہیئے وہ دروازے سے آنے کی کوشش کرے۔

دروازے کے بغیر گھسنے کی جو کوشش کرے گا وہ کیا ہوگا، آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ دُنیا میں کچھ چور حضرات نے بھی علم کی باتیں کی ہیں لیکن وہ جب تک دروازے سے جا کر کوئی علم حاصل نہ کرے وہ سچا علم نہیں ہوتا ہے۔ تو قربان جائیں تو

آخر کیا ہوا؟ اِس کا نتیجہ، کہ خدا کی امانتوں میں خیانت کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی امامت کا دعویٰ کرے یا کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں قرآن کی تاویل جانتا ہوں۔ ابھی بات آ گئی کہ مومنین کے آپس کی خیانتوں کا کیا معنی؟ آپس میں خیانت کرنے کے کیا معنی؟ مومن کی جو دولت ہے، میں نے اِس کا ذکر آپ کو پہلے سے کیا ہے اور خدا نے انبیاء کو، اُن کے بعد ائمّۂ طاہرین کو اِس لئے بھیجا ہے کہ انسانی روحوں کو جگا دیں اور جو امانت خدا نے اُن کے لئے رکھی ہے وہ حاصل کریں۔ اِس لئے انبیائے کرام کا ایک title امین ہوتا تھا اور آنحضرت کے بارے میں تو آپ سب کو علم ہے کہ پیغمبر کے دو مشہور title ہیں، اُن میں سے ایک امین تھا اور ایک الصّادق۔ عوام یہ خیال کرتے ہیں کہ پیغمبر ظاہری جو امانتیں تھیں اُس کے امین تھے، کوئی شک نہیں ہے کہ پیغمبر جو ظاہری امانتیں تھیں اُن کے بھی تو امین تھے، ہی سہی لیکن وہ ایک معمولی بات ہے باطن کے مقابلے میں۔ تو جو اصل امین جو تھا یہ باطنی دولتیں تھیں انسانیت کی اور اِس کو حاصل کرنے کے لئے خدا نے ایک ہی شرط رکھی ہے اور وہ شرط کیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر خدا کرتے ہیں، وہ اپنے پیروؤں کے بارے میں فرماتے تھے:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَإِنَّهٗ مِنِّیْ (۱۴:۳۶)

اور جو شخص میری پیروی کرے گا، میری فرمانبرداری کرے گا، میری اطاعت کرے گا تو وہ مجھ سے ہوگا۔

یعنی اِس خزانے کو حاصل کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ پیغمبر کی اور امام کی اطاعت کی جائے، کون سی اطاعت؟ conviction کے ساتھ۔ تو مولا فرماتے ہیں دین جو ہے ایک convenience کی بات نہیں ہے کہ آپ کو کچھ چیزوں میں interest ہوا تو آپ جماعت خانے جائیں اور دوسرا کوئی دُنیا کا business درمیان میں آ جائے آپ اُس کو چھوڑ دیں، اِس طرح نہیں۔ یہ convenience کی بات ہو گئی لیکن مولا فرماتے ہیں دین convenience کا نام نہیں، conviction کا نام ہے۔ تو conviction کا مطلب یہ ہے کہ امام کے جو بھی فرامین ہیں دین سے متعلق، دُنیا سے متعلق، اوامر سے متعلق، نواہی سے۔ نواہی جن میں نہ کرنے کی بات آئی ہے اور اوامر جو کرنے کے ہیں۔ اِن سب پر جب کوئی مومن punctually عمل کرتا ہے اُس کو conviction کہتے ہیں اور اُس کے نتیجے میں مومن مالا مال ہو جاتا ہے، تو کیسا مالا مال؟ اِس کے بارے میں پیر ناصرِ خسرو نے ایک بہت خوبصورت مثال دی ہے nature سے۔ فرماتے ہیں کہ جب mineral kingdom بہت ہی نرم ہو کر vegetative soul کو قبول کرنے کے قابل ہوتا ہے یعنی رُوحِ نباتی کو قبول کرنے کے قابل ہوتا ہے تو mineral جو kingdom ہے، جو پتھر ہے، مٹی ہے وہ نباتات میں بدل جاتے ہیں اور نباتات میں سے جو

poisonous نہیں ہیں plants، جو حیوانوں کے کھانے کے قابل ہیں حیوان کو submit کرتے ہیں تو اُن کی ترقی ہوتی ہے اور نباتات سے ابھی وہ حیوان بن جاتے ہیں۔ حیوانوں میں سے جو مومنین کے کھانے کے قابل ہوں یعنی جو حلال ہوں تو وہ حلال جانور انسان کھاتا ہے، تو وہ انسان بن جاتا ہے۔ اِسی طرح جو مومنین و مومنات انسانِ کامل کی conviction کے ساتھ، کُلّی اعتقاد کے ساتھ اُس کی فرمانبرداری کرے تو پھر وہ خود بھی انسانِ کامل بن جاتے ہیں، My beloved spiritual children۔ آج یہ امام ہمیں فرمارہے ہیں لیکن فی الحال ہم potential form میں ہیں۔ تو جو خاص مومنین جنہوں نے امام کی صحیح اطاعت کی وہ actual امام میں، مولا کیا فرماتے ہیں؟[۷]

"Life in the ultimate analysis has taught me one enduring lesson. The subject should always disappear in the object"

یہ جو ہے subject، object میں کس طرح disappear ہوگا؟ جسمانی طور پر نہیں۔ جسمانی طور پر ہماری اپنی individuality اپنی جگہ پر ہوگی لیکن ہم روحانی طور پر امام کے ساتھ merge ہوتے ہیں یعنی کبھی بھی وہ مومن اپنے مولا سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ اُس پر یہ مہربانی ہوتی ہے کہ جو اسماء الحسنیٰ ہیں، مولا کے نام ہیں وہ انسان کے اندر زندہ ہوتے ہیں، وہ automatic مولا کا نام چلتا رہتا ہے تو اِس لئے یہ اسماء الحسنیٰ کا ذکر جو ہے وہ مومن کو دُنیا کی ہر تکلیف سے، ہر بلا سے، ہر مصیبت سے وہ اپنے protection میں رکھتا ہے۔ دُنیا کی تکالیف تو اوپر سے آئیں گی لیکن انسانانِ کامل کے اوپر جو تکالیف ہیں وہ کسی عام انسان کی طرح وہ جزع فزع نہیں کرتے ہیں، اُن پر بھی آتی ہیں تاکہ مثال قائم کرنی ہے لیکن صحیح فرمانبرداری کے ساتھ بالآخر ایک مومن یا مومنہ جو ہے وہ اپنے امام کے نور میں مل جاتا ہے۔ یہی ہے جو اُن کا جو اصل خزانہ خدا نے رکھا ہے آخری درجے کا خزانہ یہ ہے کہ ایک مومن اپنے امام کے نور میں مل جائے، آمین یا ربّ العالمین۔ میرے خیال میں، میں یہاں پر stop کرتا ہوں، پھر ہم رشیدہ صاحبہ سے گزارش کریں گے کہ وہ summary کردیں۔

Transcribed by: Meherangez Azeem Ali

Proofread/Edited by: Azeem Ali Lakhani

Karachi, Pakistan. 25th March, 2023.

حواشی

[۱]: علامہ نصیرالدین نصیر ہونزائی، سراج القلوب، ص ۲۴

[۲]: گنان: ''اُٹھ بیٹھ رے کیا سوتا''، از سید امام شاہ، ملاحظہ ہو کتاب: گنان شریف مع ترجمہ والفاظ معانی، حصۂ دوم، شائع کردہ: شیعہ امامی اسماعیلی طریقہ اینڈ ریلجس ایجوکیشن بورڈ برائے پاکستان (کراچی، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۱۵

[۳]: ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی اور رشیدہ نور محمد ہونزائی، اہل البیت الاطہار فی الاحادیث النبویۃ (کراچی، ۲۰۲۰ء)، ص ۸۵

[۴]: ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی اور رشیدہ نور محمد ہونزائی، اہل البیت الاطہار فی الاحادیث النبویۃ (کراچی، ۲۰۲۰ء)، صص ۱۳-۱۴

[۵]: ایضاً، ص ۱۳

[۶]: ایضاً، صص ۱۳-۱۴

[۷]: حضرت امام سلطان محمد شاہؑ، The Memoirs of Aga Khan (لندن، ۱۹۵۴)، ص ۳۳۵